النَّهْيُ عَنْ سَبِّ الأَصْحَابِ وَمَا فِيهِ مِنَ الإِثْمِ وَالعِقَاب

گستاخانِ صحابہ کا انجام

امام ضیاء الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد الواحد مقدسی رحمۃ اللہ علیہ
(متوفی: ۶۴۳ھ)

محمد رئیس اختر قادری مصباحی مدظلہ العالی
(جامعہ اشرفیہ، مبارک پور)

تخریج وحواشی

شیخ الحدیث مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی
(شیخ الحدیث، رئیس دار الإفتاء جامعۃ النور)

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰
Ph : 021-32439799 Website : www.ishaateislam.net

النَّهْي عَنْ سَبِّ الأَصْحَابِ وَمَافِيْه مِنَ الْإِثْمِ وَالْعِقَاب

گستاخانِ صحابہ کا انجام

مصنف

امام ضیاء الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد الواحد مقدسی رحمۃ اللہ علیہ
(متوفی: ٦٤٣ھ)

مترجم

محمد رئیس اختر قادری مصباحی مدظلہ العالی
(جامعہ اشرفیہ، مبارک پور)

تخریج وحواشی

شیخ الحدیث مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی
(شیخ الحدیث، رئیس دار الإفتاء جامعة النّور)

ناشر
جمعیت اشاعتِ اہلِ سنت، پاکستان
نور مسجد، کاغذی بازار، کراچی

نام : النهي عن سبّ الأصحاب وما فيه من الإثم والعقاب

گستاخانِ صحابہ کا انجامِ بد

مصنف : امام ضیاء الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد الواحد مقدّسی

مترجم : محمد رئیس اختر قادری مصباحی (مبارک پور)

تخریج وحواشی : شیخ الحدیث مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی

اشاعت اول : اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن، حیدر آباد، دکن

اشاعت دوم : جمادی الثانی ۱۴۴۲ھ / جنوری ۲۰۲۱ء

ناشر : جمعیّت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار میٹھادر، کراچی

فون:021-32439799

خوشخبری : یہ رسالہ www.ishaateislam.net

پر موجود ہے

فہرست مشمولات

شرف انتساب

امام اعظم ابو حنیفہ

نعمان بن ثابت کوفی رضی اللہ عنہ

غوث اعظم

سید **محی الدین عبد القادر** جیلانی رضی اللہ عنہ

ہم شبیہ غوث اعظم

سید علی حسین اشرفی جیلانی کچھوچھوی رضی اللہ عنہم

مجدد اعظم امام اہل سنت

امام **احمد رضا خان** قادری بریلوی رضی اللہ عنہم

محدث اعظم

سید محمد اشرفی جیلانی کچھوچھوی رضی اللہ عنہم

ابو الفیض حافظ ملت علامہ شاہ

عبد العزیز محدث مراد آبادی رضی اللہ عنہم

سرکار کلاں

سید مختار اشرف اشرفی جیلانی کچھوچھوی رضی اللہ عنہم

شیخ الاسلام والمسلمین، رئیس المحققین، اشرف المرشدین

حضرت علامہ مولانا **سید محمد مدنی** اشرفی الجیلانی کچھوچھوی مدظلہ العالی

پیش لفظ

حضراتِ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے بعد وہ مرتبہ عطا فرمایا ہے جو ان کے سوا کسی اور کو نہ ملا۔ روئے زمین پر انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد حضراتِ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی مثل نہ کوئی ہوا اور نہ ہو گا۔ صحبتِ رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی برکت سے انہیں وہ درجہ ملا کہ دنیا کا کوئی انسان اس درجے کو حاصل کرنا چاہے تو بھی اُسے نہیں مل سکتا۔ صحابی ایک مُد جو خیرات اور غیر صحابی اُحد پہاڑ کی مثل سونا خیرات کر دے تو غیر صحابی اُس صحابی کے درجے کو نہیں پہنچ سکتا جس نے ایک مُد جو خیرات کئے تھے۔ جو جتنے بڑے درجے و مرتبے کا مالک ہو اس کا احترام، اس کا ادب، اُسی قدر زیادہ ہوتا ہے اور اسی طرح اس کی شان میں بے ادبی و گستاخی اتنا ہی بڑا جرم قرار پاتی ہے جیسے حضراتِ انبیاء کرام علیہم السلام کی بارگاہ کا ادب بارگاہِ خداوندی کے بعد سب سے زیادہ ہے اور ان کی بارگاہ میں سوءِ ادبی اتنا ہی بڑا جرم ہے۔ ان کے بعد حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان کا ادب دوسروں سے زیادہ ہے۔ اسی طرح ان کی شان میں گستاخی دوسروں کی نسبت بڑا جرم ہے۔

حضراتِ صحابہ کرام علیہم الرضوان کہ جن کی شان میں ادنیٰ گستاخی اللہ عزّوجلّ ورسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ناراضی کا سبب ہے تو رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنی امت کو اس سے آگاہ فرمایا اور انہیں خدا عزّوجلّ سے ڈرایا۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ”خدا سے ڈرو، خدا سے ڈرو میرے اصحاب کے حق میں، انھیں نشانہ نہ بنالینا میرے بعد۔ جو انھیں دوست رکھتا ہے میری محبت سے انھیں دوست رکھتا ہے اور جو ان کا دشمن ہے میری عداوت سے ان کا دشمن ہے جس نے انھیں ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو گرفتار کر لے۔“ (جامع الترمذي، كتاب المناقب، باب في من سبّ أصحاب النبي صلى الله تعالى عليه وسلم)

اور امام اہلسنّت امام احمد رضا حنفی متوفی ۱۳۴۰ھ حضراتِ صحابہ کرام کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں: ”مسلمانوں کو تو یہ دیکھنا چاہیے کہ سب حضرات آقائے دو عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے جاں نثار اور سچے غلام ہیں، خدا و رسول کی بارگاہوں میں معظم و معزز اور آسمان ہدایت کے روشن ستارے ہیں۔“أصحابي كالنجوم“(میرے صحابہ تاروں کی مثل ہیں)۔

اور لکھتے ہیں: ''صحابہ کرام کے باب میں یاد رکھنا چاہیے کہ وہ حضرات رضی اللہ عنہم انبیا نہ تھے فرشتے نہ تھے کہ معصوم ہوں، ان میں سے بعض حضرات سے لغزشیں صادر ہوئیں مگر ان کی کسی بات پر گرفت اللہ و رسول کے احکام کے خلاف ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

اس لئے اہلِ اسلام پر لازم ہے کہ جب حضراتِ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا تذکرہ کریں تو خیر کے ساتھ کریں اور ان کی شان میں ایسا کلمہ استحصال کرنے سے باز رہیں جو ان کی بارگاہ کے لائق نہ ہو۔

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''إذا ذكر أصحابي فأمسكوا.'' جب میرے اصحاب کا ذکر آئے تو باز رہو۔

آج کئی ناعاقبت اندیش صحابیِ رسول سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں نازیبا کلمات کہتے اور لکھتے ہیں جب کہ سیدنا عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ سیّدنا امیر معاویہ اور سیّدنا عمر بن عبد العزیز میں کون افضل ہے؟ تو آپ نے فرمایا: سیّدنا امیر معاویہ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو جہاد کیا تھا اس جہاد کے وقت آپ کے گھوڑے کی ناک میں جو دھول داخل ہوئی تھی وہ سیّدنا عمر بن عبد العزیز سے درجوں افضل ہے۔ (الصوائق المحرقۃ لابن حجر الہیتمی)

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی پاکیزگی اور ان کی عدالت، ان کی رفعت شان میں بہت سے علماء کرام نے بہت کچھ لکھا اور ان کی بارگاہوں میں زبانِ طعن دراز کرنے والوں کا سخت ردّ فرمایا انہی اجلۂ علمائے محتاطین میں سے ایک علّامہ ضیاء الدین مقدّسی علیہ الرحمہ ہیں جنہوں نے ایک کتاب ''النهي عن سبّ الأصحاب وما فيه من الإثم والعقاب'' تالیف فرمائی اور کتاب وسنت کی نُصوص اور اس میں وارد آثار اور ارشادات ائمہ اہلسنّت ذکر فرمائے اور شاتمانِ صحابہ کا ردّ فرمایا۔

اس کتاب کی اہمیت کو دیکھتے ہوئے حضرت علّامہ محمد رئیس اختر مصباحی بارہ بنکوی مدظلہ نے اس کا اردو ترجمہ فرما کر اُردو خوان عوامِ اہلسنّت پر احسان فرمایا اور محترم جناب بشارت صدیقی صاحب نے اسے اپنے ادارے سے شائع کرکے عوام وخواص تک پہنچایا۔

جب یہ ترجمہ فقیر کی نظر سے گزرا تو میں نے بانئ جمعیت اشاعت اہلسنّت حضرت علّامہ محمد عرفان ضیائی دامت برکاتہم العالیہ سے ذکر کیا تو آپ نے اس کتاب پر تخریج وحواشی لگا کر شائع کرنے کی خواہش کا اظہار کیا اور جناب بشارت صدیقی صاحب نے اس کی کمپوزنگ عطا فرمائی اس طرح اس پر کام ہوا اور یہ کتاب چھپنے کے لئے تیار ہو گئی۔

اللہ تعالیٰ مترجم اور جناب بشارت صدیقی صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

لہٰذا ادارہ اس کو اپنے سلسلہ اشاعت نمبر ۳۱۹ پر شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب ہمارے آقا ﷺ کے طفیل مصنّف، مترجم اور جملہ معاونین واشاعت کاران کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ان کی دینی وعلمی خدمات میں روزافزوں ترقی عطا فرمائے۔ آمین

کتبہ عبدہٗ
محمد عطاء اللہ النعیمی غفرلہ
خادم الحدیث و الإفتاء بجامعۃ النور
جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

عرضِ مترجم

بسم اللہ الرحمن الرحیم حامدا و مصلیا مسلّما

اس سال ماہ صفر میں محب گرامی جناب بشارت علی صدیقی صاحب (M.B.A.) بانی اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن، حیدر آباد دکن سے بذریعہ موبائل گفتگو ہوئی۔ دوران گفتگو یہ بات آئی کہ اس وقت فتنہ رافضیت اپنی پوری طاقت و قوت کے ساتھ سر ابھار رہا ہے اور بعض بھولے بھالے سنی مسلمان بھی اس کی رو میں بہے جا رہے ہیں۔ اس لیے اس فتنے کی سرکوبی کی خاطر علماے اہل سنت کو میدان میں آنا چاہیے، نیز ہمارے اسلاف نے روافض کے رد میں عربی و فارسی زبان میں جو گراں قدر سرمایے یادگار چھوڑے ہیں انھیں بھی اردو زبان میں لانا چاہیے۔ میں نے ان کی باتوں سے اتفاق کیا تو انھوں نے کہا کہ آپ کو بھی اس موضوع پر کام کرنا چاہیے، میں نے کہا میرے لائق جو خدمت ہو بتایے، انھوں نے فرمائش کی کہ آپ امام ضیاء الدین محمد مقدسی علیہ الرحمۃ والرضوان کی کتاب "النهي عن سبّ الأصحاب ومافيه من الإثم والعقاب" کا اردو زبان میں ترجمہ کر دیجیے۔ میں نے ان کی فرمائش پر ترجمے کا کام شروع کر دیا اور بحمدہٖ تعالی چند ہی روز میں یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچ گیا۔ پھر اصلاح اور نظر ثانی کے لیے استاذ محترم والد گرامی ادیب اسلام حضرت علامہ **نفیس احمد مصباحی** دام ظلہ العالی، استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کی خدمت میں پیش کیا، کثرت مصروفیات کے باوجود انھوں نے اس کتاب پر نظر ثانی فرما کر مفید اور گراں قدر اصلاحات سے نوازا اور کتاب کا نام "**گستاخانِ صحابہ کا انجام**" تجویز فرمایا۔

کتاب کی تکمیل کے بعد استاذ گرامی، جامع معقولات و منقولات حضرت علامہ **مفتی ناظم علی مصباحی**، مد ظلہ العالی، استاذ جامعہ اشرفیہ کی بارگاہ میں پیش کیا، قلتِ وقت اور

کثرتِ کار کے باوجود حضرت نے خورد نوازی کا ثبوت دیتے ہوئے اپنا قیمتی وقت نکال کر ایک پر مغز مفید علمی اور تحقیقی مقدمہ سپرد قلم فرماکر ناچیز کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ میرے پاس ان بزرگوں کے شکریے کے لیے الفاظ نہیں۔ اللہ تعالی ان بزرگوں کا سایہ صحت وعافیت کے ساتھ ہمارے سروں پر تادیر قائم رکھے، ہمیں ان کے علمی فیضان سے مالامال فرمائے اور ان کو ان کی خدماتِ جلیلہ کا بہترین صلہ عطا فرمائے۔ آمین

میں بڑا ممنون ومشکور ہوں برادر گرامی جناب بشارت صدیقی زیدت معالیہ کا جنھوں نے اس کتاب کے ترجمے کی فرمائش کی اور اس کی طباعت واشاعت کا بیڑہ اٹھایا۔

اور بڑی ناسپاسی ہوگی اگر اس موقع پر حضرت مولانا محمد اسلم مصباحی، شعبہ کمپیوٹر جامعہ اشرفیہ کا شکریہ ادا نہ کروں جنھوں نے پورے اخلاص، محنت اور لگن سے ساتھ کتاب کی کمپوزنگ کی اور اسے بروقت لانے میں ہمارا ساتھ دیا۔

موجودہ حالات کے تناظر میں اس کتاب کی اہمیت وافادیت اہل علم پر مخفی نہیں نیز مذکورہ اساتذہ گرامی کی نظر ثانی اور اصلاحات کے بعد امید ہے کہ یہ کتاب اہل علم کے نزدیک قدر کی نگاہوں سے دیکھی جائے گی۔ اگر کتاب کے ترجمے میں کوئی خوبی نظر آئے تو اسے محض فضلِ الٰہی اور ان بزرگوں کی اصلاح اور فیض کا نتیجہ سمجھیں اور اگر کوئی خامی نظر آئے تو اسے حقیر کی قصور نظر پر محمول کریں۔

وصلى الله تعالى وسلّم على خير خلقه سيدنا ومولانا محمد النبي الأمين وعلى آله وصحبه أجمعين إلى يوم الدين.

محمد رئیس اختر مصباحی

خادم جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

۲۱؍جنوری ۲۰۱۹ء بروز یک شنبہ

Email:mohdraees92@gmail.com Mobile:7007539305

حالاتِ مصنّف

امام ضیاء الدین

ابو عبد اللہ محمد بن عبد الواحد مقدسی حنبلی دمشقی علیہ الرحمۃ والرضوان

نام ونسب: آپ کا نام محمد، کنیت ابو عبد اللہ اور لقب ضیاء الدین ہے۔

سلسلہ نسب یہ ہے: محمد بن عبد الواحد بن احمد بن عبد الرحمن بن اسماعیل بن منصور سعدی مقدسی۔

ولادت: آپ کی ولادت ۶/ جمادی الآخرہ ۵۶۹ھ دیر مبارک میں جبلِ قاسیون کے پاس ہوئی۔

آپ خاندان مقادسہ سے تعلق رکھتے تھے جو علم وفضل، زہد وتقوی میں مشہور ومعروف تھا۔ اس خاندان میں دسیوں حفّاظ حدیث گزرے ہیں۔

تعلیم وتربیت: آپ اسی دین دار گھرانے کے علمی ماحول میں پروان چڑھے، بچپن ہی میں قرآن کریم حفظ کر لیا اور درس حدیث کی مجلسوں میں شرکت کرنے لگے، ۵۷۶ھ میں سات سال کی عمر میں شیخ ابو المعالی ابن صابر وغیرہ محدثین سے حدیث کا علم حاصل کیا، اور شروع ہی سے حافظ عبد الغنی مقدسی کی صحبت میں رہے اور انھیں سے علم حدیث وغیرہ کی تکمیل کی اور اپنے ماموں امام ابو عمر محمد مقدسی سے بھی کافی استفادہ کیا، امام ضیاء الدین مقدسی کے اس بلند مقام تک پہنچنے میں ان کے ماموں کا بڑا اہم کردار ہے۔

طلب علم کے لیے اسفار: آپ نے طلب حدیث اور تحصیل علم کے لیے بہت سے اسفار کیے، بے شمار علما و محدثین کے علمی فیضان سے مالامال ہوئے۔ اور اپنے ذخیرۂ علم میں بیش قیمت اضافہ فرمایا، آپ نے تحصیل علم کے لیے مصر، بغداد، نابلس، اصبہان، نیشاپور، ہرات، مرو، حلب، حرّان، موصل، حرمین شریفین وغیرہ کا سفر کیا۔

مدرسے کا قیام: آپ نے علوم خصوصاً علم حدیث کی نشر و اشاعت کے جذبے سے مدرسہ ضیائیہ محمدیہ کی بنیاد بھی رکھی اور اسے دار الحدیث بنایا نیز اپنی تمام کتابیں اس مدرسے میں وقف کر دیں۔

تدریس و تفہیم: اللہ تعالیٰ نے آپ کو گوناں گوں خوبیوں سے نوازا تھا جہاں آپ ایک بلند پایہ محدث تھے وہیں ایک کامیاب اور طلبہ پر بے پناہ شفقت و مہربانی کرنے والے استاذ اور مربی بھی تھے آپ کا انداز تدریس و تفہیم بڑا نرالا تھا۔ آپ کے ایک شاگرد محدث محمد بن حسن بن سلام کا بیان ہے:

كان محبا لمن ياخذ عنه مكرما لمن يسمع عليه وكان يحرص على الاشتغال يعاون بإعارة الكتب وكنت أساله عن المشكلات فيجيبني أجوبة شافية، عجز عنها المتقدمون ولم يدرك شاؤها المتأخرون، قرأت عليه الكثير وما أفادني أحد كإفادته، فكان ينبّهني على المهمات من العوالي و يأمرني إلى سماعها.

اساتذہ و مشائخ: آپ نے جن علما و محدثین کے خوان علم سے خوشہ چینی کی اور اپنی علمی تشنگی بجھائی ان کی تعداد ایک اندازے کے مطابق پانچ سو سے زائد ہے، ان میں سے بعض مشہور مشایخ کے نام حسب ذیل ہیں:

حافظ تقی الدین ابو محمد عبد الغنی مقدسی، شیخ فقیہ موفق الدین عبد اللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ مقدسی، شیخ ابو عمر محمد بن احمد بن محمد بن قدامہ مقدسی، شیخ عماد الدین ابو اسحاق ابراہیم بن عبد الواحد مقدسی، ابو القاسم ھبۃ اللہ بن علی معروف بہ بوصیری، فقیہ زین الدین ابو الحسن علی بن ابراہیم حنبلی دمشقی معروف بہ ابن نجیہ، شیخ ابو جعفر محمد بن احمد بن نصر اصبہانی، شیخ ابو الحسن الموید بن محمد بن علی طوسی نیشاپوری، امام حافظ جمال الدین ابو الفرج عبد الرحمن بن محمد حنبلی معروف بہ ابن الجوزی، شیخ احمد بن عبد الواحد مقدسی، شیخ عبد الرحمن بن ابراہیم مقدسی، شیخ ابو المعالی بن صابر دمشقی۔

تلامذہ: آپ کے علمی فیضان سے مالا مال ہونے والے تلامذہ کی تعداد شمار سے باہر ہے، کچھ مشہور تلامذہ کے اسمایہ ہیں:

محدث عراق امام حافظ ابو عبد اللہ محمد بن محمود بن حسن بغدادی معروف بہ ''ابن النجار''، محدث شام امام حافظ معین الدین ابو بکر محمد بن عبد الغنی بغدادی حنبلی معروف بہ ''ابن نقطہ''، شیخ ابو الفتح عمر بن محمد بن منصور امینی دمشقی معروف بہ ''ابن حاجب''، شیخ شمس الدین محمد بن عبد الرحیم بن عبد الواحد مقدسی، حافظ محدث علی بن احمد بن عبد الواحد مقدسی، شیخ حافظ شرف الدین ابو المظفر یوسف بن حسن نابلسی دمشقی، شیخ ابو الحق ابراہیم بن محمد بن ازہر صریفینی۔

جہاد فی سبیل اللہ: گوں ناگوں علمی و دینی مصروفیات کے باوجود آپ جہاد فی سبیل اللہ میں بھی شریک ہوئے اور سلطان صلاح الدین ایوبی کی قیادت میں صلیبیوں کے خلاف جہاد فرمایا۔ آپ اپنے جہاد کا ایک واقعہ لکھتے ہیں:

شهدنا غزاة مع صلاح الدين، فجاء ثلاثة فقهاء، فدخلوا خيمة أصحابنا فشرعوا في المناظرة، وكان الشيخ موفق الدين والبهاء عبد الرحمن حاضرين فارتفع كلام أولئك الفقهاء ولم يكن السيف- أي عبد الله بن عمر بن أبي بكر المقدسي- ثم حضر فشرع في المناظرة فما كان بأسرع أن انقطعوا في كلامه."

یعنی ہم نے سلطان صلاح الدین ایوبی کے ساتھ غزوے میں شرکت کی تو تین فقہا آئے، ہمارے اصحاب کے خیمے میں داخل ہوئے اور مناظرہ شروع کر دیا، اس وقت شیخ موفق الدین اور شیخ عبد الرحمن موجود تھے، وہ فقہا اونچی آواز میں بات کرنے لگے، شیخ عبد اللہ بن عمر مقدسی اس وقت موجود نہ تھے جب وہ آئے اور ان سے گفتگو کی تو ان فقہا نے بہت جلد اپنی بات ختم کر دی۔

تقویٰ و پرہیز گاری: آپ نہایت متقی پرہیز گار اور عابد شب زندہ دار تھے۔ آپ کے متعلق امام ابن کثیر لکھتے ہیں: "كان رحمه الله في غاية العبادة والزهادة والورع والخير"۔ یعنی آپ بڑے عبادت گزار، زاہد، متقی اور پرہیز گار تھے۔

قلمی خدمات: آپ کے نوک قلم سے بہت اہم اور گراں قدر کتابیں اور رسالے معرض وجود میں آئے اور ارباب علم ودانش سے داد تحسین حاصل کی۔ کچھ اہم کتابوں کے نام یہ ہیں:

الأحكام، فضائل الأعمال، الأحاديث المختارة، فضائل الشام، فضائل القرآن، مناقب أصحاب الحديث، سبب هجرة المقادسة إلى دمشق، سيرالمقادسة، مناقب جعفر بن أبى طالب، اتباع السنن واجتناب البدع، السنن والأحكام عن المصطفىٰ عليه أفضل الصلاة

والسلام، اختصاص القرآن بعوده إلى الرحيم والرحمٰن، العدة للكرب والشدة، النهي عن سب الأصحاب ومافيه من الإثم والعقاب.

وفات: آپ کی تاریخ وفات میں مورخین کا اختلاف ہے اکثر مورخین اس طرف گئے ہیں کہ آپ کا وصال جمادی الآخرہ ۶۴۳ھ میں ہوا۔ امام سیوطی نے لکھا ہے کہ آپ کی وفات جمادی الاولی ۶۴۳ھ میں ہوئی البتہ یوم وفات میں اختلاف ہے، امام ذہبی نے ۲۸/ جمادی الاولی ذکر کی ہے اور یہی صحیح ہے۔ آپ کا مزار دمشق میں جبلِ قاسیون پر ہے۔

اس مضمون کو تیار کرنے میں درج ذیل کتابوں سے مدد لی گئی ہے:

الكامل فى التاريخ، البداية والنهاية، الأعلام للزركلى، ذيل طبقات الحنابله، تاريخ الاسلام للذهبى، فوات الوفيات.

حالاتِ مترجم

از قلم: مولانا محمد ساجد الرحمٰن مصباحی

ولادت: آپ کی ولادت ۱۵/ اگست ۱۹۹۳ء کو محلہ شیخن ٹولہ، قصبہ سدھور، ضلع بارہ بنکی، یوپی کے ایک دین دار، علمانواز گھرانے میں ہوئی۔ دینی و علمی ماحول میں پرورش و پرداخت اور والدین کی تربیت نے آپ کو گوناگوں خوبیوں کا حامل بنادیا۔

نام اور سلسلۂ نسب: محمد رئیس اختر بن مولانا نفیس احمد مصباحی بن محمد زماں قادری

ابتدائی تعلیم: آپ کی تعلیم کا آغاز مدرسہ اسلامیہ بحر العلوم، سدھور، ضلع بارہ بنکی یوپی سے ہوا، اور پرائمری درجہ اول کی تعلیم دار العلوم علیمیہ جمد اشاہی ضلع بستی یوپی سے حاصل کی، پھر ۱۹۹۸ء میں مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم مبارک پور میں داخلہ لیا اور پرائمری درجہ دوم سے پنجم تک کی تعلیم یہیں مکمل کی۔ ۲۰۰۷ء میں اشرفیہ انٹر کالج مبارک پور سے ہائی اسکول کے امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔

دینی تعلیم: آپ نے درجۂ اعدادیہ کی تعلیم اپنے والد گرامی حضرت علامہ نفیس احمد مصباحی مد ظلہ العالی سے ۲/ ۳/ ماہ کی قلیل مدت میں حاصل کی پھر ۲۰۰۷ء میں اہل سنت کی معروف دینی درس گاہ جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں درجۂ اولی میں داخلہ لیا اور دس سال تک بڑی محنت و لگن کے ساتھ تعلیم حاصل کرتے رہے جس کے نتیجے میں ہر سال نہ صرف اپنی جماعت میں اول آئے بلکہ پورے جامعہ میں پہلی پوزیشن سے

کامیاب ہوتے رہے، یہاں تک کہ ۲۳/ مارچ ۲۰۱۵ء میں عرس حافظ ملت کے موقع پر اول نمبر سے آپ کو دستار فضیلت سے نوازا گیا۔ پھر ۲۰۱۶ء میں جامعہ اشرفیہ کے شعبہ اختصاص فی الفقہ میں داخلہ لیا اور یکم مارچ ۲۰۱۷ء کو تحقیق فقہ وافتا کی دستار سے سرفراز ہوئے۔

آپ دور طالب علمی ہی میں اپنی جدوجہد، محنت وجفاکشی، سعی بلیغ، حسن اخلاق اور بے لوث کارکردگی کی وجہ سے اساتذہ وطلبہ کے محبوب نظر اور مرکز توجہ بن گئے۔

اس کے ثبوت کے لیے سراج الفقہا، محقق مسائل جدیدہ حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی صدر المدرسین وصدر شعبہ افتا جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے وہ کلمات طیبات کافی ہیں جو انھوں نے موصوف کی کتاب **"تنویر الابصار فی الأدعیۃ الواردۃ فی الأحادیث والأثار"** کے مقدمہ میں تحریر فرمائے ہیں:

"عزیز سعید مولانا محمد رئیس اختر سلمہ دنیاے اہل سنت کی مشہور دانش گاہ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے درجہ فضیلت کے لائق فائق طالب علم اور حضرت مولانا نفیس احمد مصباحی صاحب (استاذ جامعہ اشرفیہ) کے فرزند ارجمند ہیں۔ اللہ تعالی نے انھیں ذہانت وفطانت کے ساتھ وقت کی قدر شناشی اور جدوجہد کی توفیق خیر عطا فرمائی ہے، جس کا فیض انھیں یہ ملا کہ ہر سال اپنے درجہ میں ایک نمبر پر آنے کے ساتھ جامعہ میں بھی اول آتے ہیں۔ علم دین صرف کسبی نہیں ہوتا، وہبی بھی ہوتا ہے مگر زیادہ تر عطیہ ربانی سے وہی لوگ سرفراز ہوتے ہیں جو اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ جہد مسلسل کے خوگر ہوتے ہیں۔" [مقدمہ تنویر الابصار، ص:۱۶]

بلا شبہہ آپ کا دور طالب علمی، اسلاف کے زمانہ طالب علمی کی تازہ مثال ہے اور آپ کا طریقۂ تعلیم و طرز زندگی طلبۂ مدارس کے لیے مشعل راہ ہے۔

اساتذہ: آپ نے جامعہ اشرفیہ میں جن اساتذہ سے تعلیم حاصل کی ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

● صدر العلما عمدۃ المحققین حضرت علامہ محمد احمد مصباحی ● محدث جلیل حضرت علامہ عبد الشکور مصباحی ● سراج الفقہا، محقق مسائل جدیدہ حضرت علّامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی ● نصیر ملّت حضرت علامہ نصیر الدین مصباحی ● حضرت علامہ عبد الحق رضوی ● حضرت علامہ شمس الہدیٰ مصباحی ● حضرت علّامہ مفتی معراج القادری ● حضرت مولانا اعجاز احمد مبارک پوری ● حضرت مولانا قاری ابو الحسن مصباحی ● حضرت علّامہ مفتی بدر عالم مصباحی ● حضرت علامہ اختر کمال مصباحی ● حضرت علامہ نفیس احمد مصباحی ● حضرت علامہ صدر الوری قادری ● حضرت مفتی محمد نسیم مصباحی ● حضرت مفتی زاہد علی سلامی ● حضرت علامہ ناظم علی مصباحی ● حضرت مولانا نعیم الدین عزیزی ● حضرت مولانا جلال الدین نوری مصباحی ● حضرت مولانا حسیب اختر مصباحی ● حضرت مولانا ساجد علی مصباحی ● حضرت مولانا دستگیر عالم مصباحی ● حضرت مولانا محمود علی مشاہدی مصباحی ● حضرت مولانا عرفان عالم مصباحی ● حضرت مولانا محمد قاسم مصباحی ● حضرت مولانا محمد ہارون مصباحی ● حضرت مولانا اشرف صاحب مصباحی ● حضرت قاری قیام الدین غازی پوری ● جناب ماسٹر افضال احمد صاحب ● جناب ماسٹر محمد زبیر صاحب ● جناب ماسٹر حفیظ

الرحمن صاحب۔مدّ اللہ ظلالھم ، و دامت فیوضھم و برکاتھم.

عصری تعلیم: آپ نے دینی علوم کی تحصیل کے ساتھ عصری علوم بھی حاصل کیے اور بفضلہ تعالی اس میدان میں بھی کامیاب و کامراں رہے۔ چناں چہ ۲۰۰۹ء میں ایم پی انٹر میڈیٹ کالج مبارک پور سے انٹر کے امتحان میں فرسٹ پوزیشن سے کامیاب ہوئے، ۲۰۱۳ء میں شبلی نیشنل پی جی کالج اعظم گڑھ سے بی اے اور ۲۰۱۵ء میں اسی کالج سے ایم اے فائنل کیا۔ سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ آپ تمام امتحانات میں اعلی پوزیشن سے کامیاب ہوتے رہے اور تاحال دینی علوم کے ساتھ عصری علوم کی تحصیل میں سعی بلیغ کر رہے ہیں۔

تعلیمی اسناد:

- قراءت حفص، مولوی، عالم، فاضل، تخصص فی الفقہ والإفتاء (جامعہ اشرفیہ مبارک پور)
- ہائی اسکول، انٹر میڈیٹ، بی اے، ایم اے (مختلف کالجز)
- منشی ، مولوی، عالم، کامل، فاضل ادب عربی، فاضل دینیات (مدرسہ تعلیمی بورڈ اترپردیش)
- عربی ڈپلوما، اردو ڈپلوما (قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان)
- کمپیوٹر ڈپلوما: CABA-MDTP (NIELIT CHANDIGARH)

تدریس: فراغت کے بعد جامعہ اشرفیہ ہی میں بحیثیت استاذ آپ کی تقرری ہوئی اور تاحال پوری محنت اور لگن کے ساتھ اپنی مفوضہ ذمہ داریاں نبھا رہے ہیں۔

رشحات قلم: اللہ نے آپ کی ذات میں ہر طرح کی صلاحیتیں ودیعت فرمائی ہیں،

آپ علم و عمل کے ساتھ تحریر و قلم کے بھی شہ سوار ہیں۔ میدان تصنیف و تالیف اور ترجمہ نگاری و انشا پردازی میں آپ کو امتیازی مقام حاصل ہے۔ زمانۂ طالب علمی ہی میں آپ کے کئی مضامین رسائل و مجلات کی زینت بن چکے ہیں اور جامعہ میں منعقد ہونے والے مقالہ نگاری کے مقابلوں میں متعدد مقالات پر بیش قیمت انعامات سے بھی سرفراز ہوئے ہیں۔ آپ کے رشحات قلم درج ذیل ہیں:

(۱) تنویر الأبصار في الأدعية الواردة في الأحاديث والآثار:

یہ کتاب احادیث وآثار میں وارد دعاؤں کا ایک حسین مجموعہ ہے، اس میں قرآن وحدیث کی روشنی میں دعا کے فضائل، آداب و شرائط اور قبولیت کے اوقات و مقامات تفصیل کے ساتھ ذکر کیے گئے ہیں۔ ساتھ ہی تمام آیات واحادیث کی باب، جلد اور صفحات وغیرہ کے ساتھ تخریج کی گئی ہے۔ یہ کتاب مرکز مجلس ایوبی خانقاہ قادریہ ایوبیہ، پیرا کنک کشی نگر یوپی کے زیر اہتمام جمادی الاولی ۱۴۳۶ھ / مارچ ۲۰۱۵ء میں شائع ہو چکی ہے۔

(۲) آداب زندگی: یہ کتاب شیخِ خراسان، صوفی کبیر امام ابو عبد الرحمن سُلَمی رحمۃ اللہ علیہ کی مایہ ناز کتاب "آداب الصحبة وحسن العشرة" کا نہایت شستہ اور سلیس اردو ترجمہ ہے۔ اس کا مطالعہ کسی انسان کو اچھا انسان اور کسی معاشرے کو بہتر اور مثالی معاشرہ بنانے کے لیے کافی ہے۔

یہ کتاب جمادی الاولی ۱۴۳۸ھ / ۲۰۱۷ء میں اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن حیدرآباد، دکن کے زیر اہتمام چھپ چکی ہے۔

(۳) **قاموس الکلمات الصعبة** (اول، دوم): یہ کتاب موصوف کے والد گرامی حضرت علامہ نفیس احمد مصباحی مد ظلہ العالی، استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کی کتاب "مصباح الانشاء" کے مشکل الفاظ کی بہت عمدہ اور مفید فرہنگ ہے، جو اصل کتاب کے ساتھ مجلس برکات، جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے زیر اہتمام شائع ہو چکی ہے۔ یہ کتاب جامعہ اشرفیہ مبارک پور اور دیگر مدارس اسلامیہ کے نصاب تعلیم میں شامل ہے۔

(۴) **نظرة على المدارس العربية الإسلامية في شبه القارة الهندية:**
یہ عربی زبان میں آپ کا تحقیقی مقالہ ہے جسے آپ نے عمدۃ المحققین صدر العلماء حضرت علامہ محمد احمد مصباحی دام ظلّہ العالی، ناظم تعلیمات جامعہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ کی زیر نگرانی تحریر کیا ہے۔ یہ اپنے موضوع پر نہایت اہم، وقیع، اور معلومات سے لب ریز ہے۔ یہ مقالہ ابھی منتظر طباعت ہے۔

(۵) **خوف خاتمہ:** یہ کتاب حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی اہم تصنیف "المقدمة السالمة في خوف الخاتمة" کا شستہ، سلیس اور رواں اردو ترجمہ ہے۔ موصوف نے اس کی تحقیق و تخریج کے ساتھ بعض مشکل مقامات پر حاشیہ بھی لگایا ہے جس میں علمی اور تحقیقی رنگ صاف طور پر جھلکتا ہے۔ یہ کتاب بھی اشرفیہ اسلامک فاؤنڈیشن، حیدر آباد دکن کے زیر اہتمام چھپ کر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

(۶) **گستاخانِ صحابہ کا انجام:** یہ کتاب امام ضیاء الدین مقدسی علیہ الرحمہ کی مایہ ناز تصنیف "النهى عن سب الأصحاب ومافيه من الإثم والعقاب" کا

سلیس، رواں اور شیریں اردو ترجمہ ہے۔

(۷) مختلف موضوعات پر ایک درجن سے زائد مقالات و مضامین۔

مشغلہ: تدریسی مصروفیات کے علاوہ دعوت و تبلیغ، تصنیف و تالیف، تحقیق و ترجمہ وغیرہ۔

از قلم

محمد ساجد الرحمن مصباحی

تقدیم

جامع معقولات و منقولات، استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مفتی محمد ناظم علی مدظلہ العالی،

استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدا و مصلیا و مسلما

اسد السنۃ، سیف اللہ المسلول حضرت علامہ شاہ فضل رسول عثمانی قادری بدایونی علیہ الرحمہ عقائد وکلام کی عظیم الشان کتاب ”المعتقد المنتقد“ میں اہل سنت کے روشن عقائد اور صحابۂ کرام کی عدالت وطہارت اور تقوی وپاکیزگی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ تمام صحابہ کرام کی عدالت ثابت مان کر انھیں صاف ستھرا جانا جائے اور ان میں سے کسی کے معصوم ہونے کا دعوی کیے بغیر ان کی تعریف وتوصیف اسی طرح کی جائے جس طرح اللہ عزوجل اور اس کے حبیب اعظم، شارع امت سید عالم ﷺ نے فرمائی۔“ (المعتقد المنتقد، ص:۳۵۷)

امام اہل سنت، مجدد دین وملت سیدنا اعلی حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کتاب وسنت کی روشنی میں اس عقیدہ کو مزید مبرہن فرماتے ہوئے رقم فرماتے ہیں:

حضور اقدس سید عالم ﷺ کا ارشاد بابرکت ہے:

”الله الله في أصحابي، لا تتخذوهم غرضا من بعدي، من أحبهم فبحبي أحبهم، ومن أبغضهم فببغضي أبغضهم، ومن آذاهم فقد آذاني، ومن آذاني فقد آذى الله، ومن آذى الله يوشك أن يأخذه“.(جامع الترمذي، كتاب المناقب، باب في من سبّ أصحاب النبي صلى الله تعالى عليه وسلم)

”خدا سے ڈرو، خدا سے ڈرو میرے اصحاب کے حق میں، انھیں نشانہ نہ بنالینا میرے

بعد۔ جو انھیں دوست رکھتا ہے میری محبت سے انھیں دوست رکھتا ہے اور جو ان کا دشمن ہے میری عداوت سے ان کا دشمن ہے جس نے انھیں ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو گرفتار کرلے۔"

مزید فرماتے ہیں: "مسلمانوں کو تو یہ دیکھنا چاہیے کہ سب حضرات آقائے دوعالم ﷺ کے جاں نثار اور سچے غلام ہیں، خدا و رسول کی بارگاہوں میں معظم و معزز اور آسمان ہدایت کے روشن ستارے ہیں۔ "أصحابي كالنجوم"۔

مزید فرماتے ہیں: "صحابہ کرام کے باب میں یاد رکھنا چاہیے کہ وہ حضرات رضی اللہ عنہم انبیا نہ تھے فرشتے نہ تھے کہ معصوم ہوں، ان میں سے بعض حضرات سے لغزشیں صادر ہوئیں مگر ان کی کسی بات پر گرفت اللہ و رسول کے احکام کے خلاف ہے۔

اللہ عزوجل نے سورۂ حدید میں صحابہ سید المرسلین ﷺ کی دو قسمیں فرمائیں:

(۱) "من أنفق من قبل الفتح و قتل."

(۲) "الذين انفقوا من بعد و قتلوا."

یعنی ایک وہ کہ قبل فتح مکہ مشرف بایمان ہوئے، راہ خدا میں مال خرچ کیا اور جہاد کیا جب کہ ان کی تعداد بھی بہت قلیل تھی اور وہ ہر طرح ضعیف و درماندہ بھی تھے، انھوں نے اپنے اوپر جیسے جیسے شدید مجاہدے گوارا کرکے اور اپنی جانوں کو خطروں میں ڈال ڈال کر، بے دریغ اپنا سرمایہ اسلام کی خدمت کے لیے نذر کر دیا۔ یہ حضرات مہاجرین و انصار میں سے سابقین اولین ہیں۔ ان کے مراتب کا کیا پوچھنا۔

دوسرے وہ کہ بعد فتح مکہ ایمان لائے، راہ مولا میں خرچ کیا اور جہاد میں حصہ لیا۔ ان اہل ایمان کے اس اخلاص کا ثبوت جہاد مالی و قتالی سے دیا جب کہ اسلامی سلطنت کی جڑ مضبوط ہو چکی تھی اور مسلمان کثرت تعداد اور جاہ مال ہر لحاظ سے بڑھ چکے تھے اجر

ان کا بھی عظیم ہے لیکن ظاہر ہے کہ ان سابقون اولون کے درجہ کا نہیں۔

اس لیے قرآن عظیم نے ان پہلوں کو ان پچھلوں پر فضیلت دی اور پھر فرمایا:

"وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ".

ان سب سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا کہ اپنے اپنے مرتبے کے لحاظ سے اجر ملے گا سب ہی کو، محروم کوئی نہ رہے گا۔ اور جن سے بھلائی کا وعدہ فرمایا گیا، ان کے حق میں فرماتا ہے: اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ ۔وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں۔ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ۚ ۔ وہ جہنم کی بھنک تک نہ سنیں گے۔" وَ هُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ " وہ ہمیشہ اپنی من مانی جی بھاتی مرادوں میں رہیں گے۔" لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ " قیامت کی وہ سب سے بڑی گھبراہٹ انھیں غم گین نہ کرے گی۔" وَ تَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ "۔ فرشتے ان کا استقبال کریں گے۔" هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ "۔ یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمھارا دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔

رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ہر صحابی کی یہ شان اللہ عز وجل بتاتا ہے تو جو کسی صحابی پر طعن کرے اللہ واحد قہار کو جھٹلاتا ہے۔

اوران کے بعض معاملات جن میں کثر حکایات کاذبہ ہیں ارشاد الٰہی کے مقابل پیش کرنا اہل اسلام کا کام نہیں۔

مزید فرماتے ہیں:

"تابعین سے لے کر تا قیامت امت کا کوئی ولی کیسے ہی پایہ عظیم کو پہنچے، صاحب سلسلہ ہو خواہ غیر ان کا، ہرگز ہرگز ان میں سے ادنی سے ادنی کے رتبہ کو نہیں پہنچتا اور ان میں ادنی کوئی نہیں رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ارشاد صادق کے مطابق اوروں کا کوہ احد کے برابر سونا ان کے نیم صاع جو کے برابر نہیں، جو قرب خدا انھیں حاصل دوسرے کو میسر نہیں اور جو درجات عالیہ یہ پائیں گے غیر کو ہاتھ نہ آئیں گے۔ (ملخصا، فتاوی رضویہ، ۲۹)

ان روشن حقائق وعقاید کے پیش کرنے سے میرا مقصود صحابہ کرام کی عدالت وطہارت اور پاکیزگی کو واشگاف کرنا ہے۔ آج کے پر فتن دور میں نت نئے فتنے سر اٹھا رہے ہیں اور صحابہ کرام کی عدالت وطہارت کے خلاف موشگافیاں کی جارہی ہیں جب کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"إذا ذكر أصحابي فأمسكوا." "جب میرے اصحاب کا ذکر آئے تو باز رہو۔

خاص کر اول ملوک اور سلطنت محمدیہ کے پہلے بادشاہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کی شان میں دشنام طرازیاں کی جارہی ہیں جب کہ سیدنا عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ سیدنا امیر معاویہ اور سیدنا عمر بن عبد العزیز میں کون افضل ہے تو آپ نے فرمایا:الغبار الذي دخل أنف فرس معاوية مع النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم خير من عمر بن عبد العزيز كذا وكذا مرة. (الصوائق المحرقۃ لابن حجر الہیتمی)

سیّدنا امیر معاویہ نے نبی پاک ﷺ کے ساتھ جو جہاد کیا تھا اس جہاد کے وقت آپ کے گھوڑے کی ناک میں جو دھول داخل ہوئی تھی وہ سیدنا عمر بن عبد العزیز سے درجوں افضل ہے۔

آج الکٹرانک میڈیا پر زور وشور کے ساتھ کچھ مطلق العنان لوگ اپنی مطلق العنانی اور دریدہ دہنی کا اعلان واظہار کر رہے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے بس اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض شرح شفائے قاضی عیاض میں فرماتے ہیں: "جو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ پر طعن کرے وہ جہنم کے کتوں میں سے ایک کتا ہے۔" (نسیم الریاض، الباب الثالث، مرکز اہل سنت برکات رضا، گجرات، ۳/۴۳۰)

ہمارے لیے حجت اللہ ورسول کے روشن ارشادات اور ائمہ اہل سنت کی گراں قدر تصریحات وتلویحات ہیں ، ان ارشادات عالیہ کے خلاف اگر کوئی کچھ کہتا

ہے ''فأذني عنه عماء'' . میرے کان ایسی باتوں کے سننے سے بہرے ہیں۔

صحابۂ کرام کی عدالت و پاکیزگی کے اظہار اور ان کی شان رفیع میں دریدہ دہنی کے علمی محاسبہ کے سلسلے میں ہمارے بہت سے ائمہ اعلام واعیان امت نے گراں قدر تصنیفات فرمائیں اور ان بلند بارگاہوں میں دشنام طرازی کرنے والوں کا سخت علمی محاسبہ فرمایا اور ان کا ایسا روشن رد فرمایا جس کے مطالعہ سے ایک عادل ومنصف مزاج اور صائب الرائے وصاحب فہم وفراست صحابۂ کرام خاص کر شیخین کریمین، حضرت علی ومحبوبۂ محبوب رب العالمین سیدتنا ام المومنین عائشہ صدیقہ وسیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہم کے ساتھ حسن عقیدت کا کامل اذعان ہوتا ہے اور ہوس پرستوں کی ہوس پرستی کا دبیز پردہ چاک ہوتا ہے انھیں اجلۂ علماے محتاطین میں علامہ **ضیاء الدین مقدسی** علیہ الرحمہ کی روشن شخصیت ہے جنھوں نے صحابۂ کرام کی فضیلت اور طہارت وعدالت کو واشگاف فرمانے اور ان کی بلند بارگاہوں میں بے جالعن طعن اور دریدہ دہنی کرنے والوں کی حقیقت بے نقاب نامراد وناکام کرنے کے لیے ایک گراں قدر تحقیقی کتاب ''النهي عن سبّ الأصحاب ومافيه من الإثم والعقاب'' تالیف فرمائی اور کتاب اللہ کے روشن نصوص اور اس باب میں وارد اخبار وآثار اور ائمہ اہل سنت کے روشن ارشادات ذکر فرمائے اور شاتمان صحابہ خاص کر شیخین کریمین اور حضرت مولاے کائنات مولی علی رضی اللہ تعالی عنہ اور ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کی شان میں طعن وتشنیع اور گستاخی وبے باکی کرنے والوں کا روشن رد فرمایا۔ یہ کتاب اپنے موضوع پر تحقیقات کا گراں قدر علمی خزانہ تھی اس کی افادیت کو عام وتام کرنے کے لیے جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے ذی استعداد وباصلاحیت، متحرک وفعال مقبول ترین جواں سال استاذ جناب مولانا **محمد رئیس اختر مصباحی** بارہ بنکوی صاحب نے سلیس ودل نشیں اردو بامحاورہ ترجمہ فرمایا مولانا موصوف اپنی تدریسی خدمات کے

ساتھ ساتھ **قلمی** مشاغل بھی رکھتے ہیں اس سے پیش تر آپ نے درج ذیل **قلمی خدمات** کی سعادت حاصل کی ہے:

(۱) تنویر الأبصار في الأدعية الواردة في الأحاديث والآثار.

(۲) شیخ خراسان، صوفی کبیر امام ابو عبد اللہ سلمی علیہ الرحمۃ والرضوان کی کتاب ''آداب الصحبة وحسن العشرة''۔(اردو ترجمہ: تحقیق و تخریج)

(۳) امام ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری کی کتاب ''المقدمة السالمة في خوف الخاتمة'' (اردو ترجمہ، تحقیق و تعلیق و تخریج)۔

(۴) ''قاموس الكلمات الصعبة''۔

مولانا موصوف نے **اول الذکر** کتاب میں دعا کے آداب و شرائط، اور احکام تفصیل کے ساتھ لکھے ہیں اور مستجاب اوقات کی ماثور اور مقبول دعائیں اور ان کا شیریں اردو زبان میں ترجمہ فرمایا ہے۔ اور **ثانی الذکر** کتاب میں ترجمہ کے ساتھ تخریج کا بھی گراں قدر کام کر کے ایک اہم خدمت انجام دی۔

ثالث الذکر کتاب میں محض ترجمہ و تخریج پر اکتفانہ کر کے اسے گراں قدر ضروری تعلیقات وحواشی سے مزین کر کے اس کی افادیت میں اضافہ کیا۔

رابع الذکر کتاب ملک وملت کی عظیم ترین دینی دانش گاہ جلالۃ العلم ابو الفیض سیدنا سرکار حافظ ملت علیہ الرحمہ کی روشن یادگار، جامعہ کے مؤقر استاذ اپنے والد مشفق ومکرم **حضرت مولانا نفیس احمد مصباحی** صاحب کی کتاب مصباح الانشاء (اول، دوم و سوم) کے مشکل عربی واردو الفاظ کی فرہنگ ہے۔ مولانا موصوف نے جامعہ اشرفیہ میں تعلیم و تعلم کے دوران یہ قابل قدر خدمت انجام دی اور عربی واردو انشانگاری کو آسان تر کر کے اپنے والد مشفق ومہربان کی علمی وراثت کا حق ادا کیا۔

آخر الذکر کتاب جو بر وقت میرے مطالعہ کی میز پر ہے۔ موجودہ حالات کے

پیش نظر آپ کا یہ بہت اہم کارنامہ ہے، آپ نے حالات کے تقاضوں کی رعایت کرتے ہوئے ایک اہم کتاب کا انتخاب کر کے علماے اسلام بالخصوص فرزندان اشرفیہ کو اس بات کی دعوت دی ہے کہ موجودہ حالات کے پیش نظر نت نئے فتنے کا سر قلم کرنا اور اسے فنا کے گھاٹ اتار دینا اور صحابۂ کرام کی عدالت وپاکیزگی کو آفتاب نصف النہار سے زیادہ تاباں ودرخشاں کرنا، ان سے حسن عقیدت کا چراغ روشن وفروزاں کرنا اور اہل سنت کے اس محکم عقیدے کو عیاں وآشکارا کرنا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ اور کتاب وسنت کے روشن ارشادات کے مقابل اپنی ہوس پرستی کو عام کرنا اور اسے عقیدۂ اہل سنت کا نام دینا انصاف ودیانت کا خون کرنا اور عقیدہ اہل سنت کو مسخ کر کے رفض کی دعوت دینا ہے۔

آج ضرورت اس بات کی ہے کہ داعیان اسلام اس طرف متوجہ ہوں اور اس رونما فتنے کو اس کے آخری ٹھکانے تک پہنچادیں۔

مولانا موصوف اپنی اس اہم علمی ودینی وقیع خدمت پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے ڈھیر ساری مبارک بادیوں کے مستحق ہیں مولا عزوجل اپنے حبیب پاک کے صدقے آپ کی اس قلمی خدمت کو قبول فرمائے، مزید قلمی خدمات کی توفیق رفیق بخشے، آپ کے علم وفضل کو بلند ومستحکم فرمائے اور آپ کے مستقبل کو روشن وتابناک فرمائے۔ اور آسیب روزگار سے محفوظ ومامون فرمائے۔ آمین یا رب العالمین بجاہ سید المرسلین وعلی آلہ وصحبہ وحزبہ ازکی التحیۃ واسمی التسلیم إلی یوم الدین.

محمد ناظم علی مصباحی

خادم جامعہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ یوپی

۲۰؍ جنوری ۲۰۱۹ء

صحابۂ کرام کی شان میں گستاخی سے ممانعت

(۱)صحابۂ کرام کو بُرا بھلا نہ کہو: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ (۱) سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ. (۲)

"میرے صحابہ کو بُرا بھلا نہ کہو، اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے، اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا (راہ خدا میں) خرچ کرے پھر بھی وہ ان میں سے کسی کے دیے ہوئے ایک مُد یا نصف مُد (ایک سیر یا آدھے سیر) کے برابر

---

(۱) آپ کا نام سعد بن مالک ہے، غزوۂ اُحد میں ان کو کم سِن قرار دے کر شامل نہیں کیا گیا اور اس کے بعد بارہ غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر تھے، انہوں نے ۱۱۷۰، احادیث روایت کی ہیں جن میں ۴۶' پر امام بخاری اور امام مسلم متفق ہیں اور ۱۶، احادیث کے ساتھ امام بخاری منفرد ہیں اور ۵۲' احادیث کے ساتھ امام مسلم منفرد ہیں ، انہوں نے صحابہ کرام کی ایک جماعت سے بھی احادیث روایت کی ہیں، اُن میں خلفاء اربعہ، ان کے والد مالک اور ان کے ماں شریک بھائی حضرت قتادہ بن نعمان بھی ہیں، اور ان سے صحابہ کرام کی ایک جماعت نے احادیث روایت کی ہیں، اُن میں حضرت ابن عمر، حضرت ابن عباس اور بہت سے تابعین ہیں ، آپ رضی اللہ عنہ ۶۴ھ یا ۷۴ھ میں وصال فرما گئے تھے۔ (عُمدة القاری شرح صحيح البخاری، كتاب الإيمان، باب من الدّين الفرار من الفتن، ۱/ ۲٤٥۔۲٤٦)

آپ رضی اللہ عنہ جنت البقیع میں مدفون ہیں۔ (مرقاة المفاتيح، كتاب الإيمان، ۱/ ۱٦٦)

(۲) مسند علي بن الجعد، الجزء الثالث، شعبة عن الاعمش، ص ۱۲۰

صحيح ابن حبان، كتاب اخباره صلى الله عليه وسلم عن مناقب الصحابة رجالها ونساءهم، باب فضل الصحابة والتابعين رضي الله تعالى عنه، برقم: ۷۲۱۱، ۸-۹/۱۸۸

شرح السنة للبغوی، كتاب فضائل الصحابة، باب فضل الصحابة رضي الله عنهم، برقم: ۳۷۵۲، ۷/ ۱۷۲

نہیں پہنچ سکتا"۔

اس حدیث کا ثبوت بروایتِ سعد بن مالک بن سنان انصاری معروف بہ ابو سعید خدری، ابو صالح ذکوان اور سلیمان بن مہران اعمش کی حدیث سے ہوتا ہے۔

امام بخاری اور امام مسلم دونوں نے صحیحین میں اس حدیث کی روایت کی ہے، امام بخاری نے "عن آدم بن أبی إیاس العسقلانی عن شعبة"(۳) کی سند سے اس کی روایت کی ہے۔

اور امام مسلم نے "عن عبید الله بن معاذ العنبری عن أبیه عن شعبة" کی سند سے اس کی روایت کی ہے۔(٤)

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (٥) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:"

---

(۳) صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم، باب : قول النبی صلی الله علیه وسلم "لو کنت متخذا خلیلا" رقم الحدیث:۳٦۸۳، ۲/ ٤٥٥

(٤) صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب: تحریم سبّ الصحابة رضی الله عنهم، برقم: ٤، ٢٥٤٠/ ١٧٢

(٥) آپ کا نام کُفر میں عبد شمس اور اسلام میں عبد الرحمٰن ہے، یہ پہلے شخص ہیں جن کی کنیت ہریرہ یعنی بلی کے ساتھ ہے، آپ رضی اللہ عنہ بلی کے ساتھ کھیلتے تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی کنیت ابو ہرُیرہ رکھ دی، فتح خیبر کے سال اسلام لائے، آپ کی والدہ مُحترمہ کا نام میمونہ ہے اور ایک قول کے مطابق ان کا نام اُمیّہ ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے آپ بھی مسلمان ہو گئی تھیں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے یتیمی میں پرورش پائی اور میں نے مسکینی میں ہجرت کی، میں بسرہ بنت غزوان کا مزدور اور خادم تھا، اللہ تعالیٰ نے ان سے میری شادی کر دی، پس اللہ کی حمد ہے جس نے مجھے دین کے ذریعے روزی دی اور ابو ہریرہ کو امام بنایا، اور فرمایا کہ میں بکریاں چراتا تھا میری ایک چھوٹی سی بلی تھی، جس سے میں کھیلتا تھا تو میری اسی کے ساتھ کنیت رکھ دی گئی اور ایک قول یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس حال میں دیکھا کہ ان کی آستین میں بلی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابو ہریرہ! یعنی اے بلی والے اور اس بات

لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَوْ أَنْفَقَ أَحَدُكُمْ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ.(٦)

''میرے صحابہ کو برا بھلا نہ کہو، اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے، اگر تم میں سے کوئی اُحد پہاڑ کے برابر سونا خیرات کرے پھر بھی وہ صحابہ میں سے کسی کے دیے ہوئے ایک سیر یا نصف سیر کے برابر نہیں پہنچ سکتا۔

(۳) صحابی کو تکلیف دینا خُدا اور رسول کو تکلیف دینا ہے: حضرت عبد اللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ عنہ (۷) سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللّٰه اللّٰه فِي أَصْحَابِي اَللّٰه اَللّٰه فِي أَصْحَابِي لَا تَتَّخِذُوهُمْ غَرَضًا بَعْدِي فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّي أَحَبَّهُمْ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِي أَبْغَضَهُمْ وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِي وَمَنْ آذَانِي فَقَدْ آذى الله تبارك وتعالى وَمَنْ آذَى اللّٰهَ فَيُوشِكُ أَنْ يَأْخُذَهُ.

''میرے صحابہ کے متعلق اللہ سے ڈرو، میرے صحابہ سے متعلق اللہ سے ڈرو،

پر اجماع ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ صحابہ میں سب سے زیادہ احادیث روایت فرمانے والے ہیں، انہوں نے (۵۳۷۴) احادیث روایت فرمائی ہیں، جن میں سے تین سو پچیس احادیث پر ''بخاری'' اور ''مسلم'' متفق ہیں اور ۹۳' احادیث کی روایت میں امام بخاری منفرد ہیں اور ۱۹۰' احادیث کی روایت میں امام مسلم منفرد ہیں، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے جن لوگوں نے روایت کیا ہے اُن کی تعداد آٹھ سو سے زائد ہے ان میں صحابہ بھی ہیں اور تابعین بھی، اُن میں حضرت ابن عبّاس، حضرت جابر اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۵۸، ۵۷ یا ۵۹ ہجری میں ۷۸ سال کی عمر پا کر مدینہ شریف میں وصال فرما گئے تھے، آپ جنت البقیع میں مدفون ہیں اور صحابہ میں آپ کے علاوہ ابوہریرہ کی کنیت والے کوئی نہیں ہیں۔ (عُمدة القاري، كتاب الإيمان، باب أمور الإيمان، ١/ ١٩٤.١٩٥)

(٦) المعجم الأوسط للطبراني، باب الألف، من اسمه أحمد، برقم: ٦٨٧،١/ ٢٠٣

(۷) آپ رضی اللہ عنہ صحابی ہیں، ان کی وفات ۵۷ھ میں ہوئی ہے، اور ایک قول اس کے بعد کا ہے۔ (تقريب التهذيب، حرف العين، برقم ٣٦٣٨، ص ٤٣١)

میرے بعد انہیں نشانہ نہ بنانا، جس نے صحابہ سے محبت کی اس نے میری محبت کی بنیاد پر ہی ان سے محبت کی اور جس نے ان سے عداوت کی اس نے میری عداوت کی بنا پر ہی ان سے عداوت کی، اور جس نے انھیں تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے مجھے تکلیف دی اس نے اللہ تبارک وتعالیٰ کو تکلیف دی، اس جس نے اللہ کو تکلیف دی، جلد ہی اللہ اس کی گرفت فرمائے گا۔(۸)

اس حدیث کی روایت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے اپنی مُسند(۹)(مُسند احمد بن حنبل) میں اسی طرح کی ہے، اور بعض مُحدِّثین نے اس کی روایت "عن ابراهيم بن سعد، عن عبيدة بن أبي رايطة، عن عبد الله بن عبد الرحمن" کی سند سے کی ہے۔ واللہ اعلم

(۴) حضرت عبد اللہ بن مُغفّل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ اللہ فِي أَصْحَابِي لَا تَتَّخِذُوهُمْ غَرَضًا مِنْ بَعْدِي ثَلَاثًا مَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّي أَحَبَّهُمْ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِي أَبْغَضَهُمْ وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِي وَمَنْ آذَانِي فَقَدْ آذَى الله

---

(۸) وہ لوگ جو صحابہ کرام علیہم الرضوان سے عداوت رکھتے ہیں، اُن کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے غضب، اس کی پکڑ سے نہیں بچ سکتے۔ اس لئے اہلِ اسلام پر لازم ہے کہ ایسے ہر شخص سے دُوری اختیار کریں جو صحابہ کرام علیہم الرضوان سے عداوت رکھتا ہو، ان کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہوا ہو یا ان کا ساتھ دینے والا ہو، ایسے شخص سے نہ تو رشتہ داری قائم کی جائے، نہ دوستانہ رکھا جائے، نہ اس کی تقریر سنی جائے نہ اس کی تحریر پڑھی جائے۔ بے احتیاطی کی صورت میں اپنے انجامِ بد کا انتظار کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

(۹) المسند للإمام أحمد، ٤/ ٨٧

فضائل الصحابة، ٥٦/١

وَمَنْ آذَى اللهَ يُوْشِكُ أَنْ يَأْخُذَهُ.(۱۰)

''میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو، میرے بعد انھیں نشانہ نہ بنانا- یہ الفاظ انہوں نے تین بار ارشاد فرمائے۔(۱۱) جس نے ان سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی وجہ سے ہی ان سے محبت کی اور جس نے ان سے عداوت کی اس نے مجھ سے عداوت کی وجہ سے ہی ان سے عداوت کی(۱۲)، جس نے انھیں اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اس نے اللہ کو اذیت دی، اس جس نے اللہ کو اذیت دی بہت جلد اللہ اس کی گرفت فرمائے گا۔

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی روایت محمد بن جعفر ورکانی اور احمد بن ابراہیم موصلی سے اسی طرح کی ہے۔

---

(۱۰) المسند للإمام أحمد ،٤/ ٨٧

السنة لإبن أبی عاصم، باب ذکر الرافضة، برقم: ٩٩٢، ص ٤٣٥

صحيح ابن حبان، باب فضائل الصحابة والتابعين، ذكر الزجر عن اتخاذ المرء أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم غرضا بالتنقيص، برقم: ٩،٧٢١٢/ ١٨٩

(۱۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ اُن کے وصال باکمال کے بعد صحابہ کرام علیہم الرضوان کو نشانہ بنایا جائے گا اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے تین بار منع فرمایا، آگے پھر منع فرمانے کی وجہ کو بیان فرمایا۔

(۱۲) جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا دعویٰ کرتا ہے اور آپ کے اصحاب سے عداوت رکھتا ہے وہ اس دعویٰ میں جھوتا ہے کیونکہ جو صحابہ کرام علیہم الرضوان سے محبت رکھتا ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے ہی ان سے محبت رکھتا ہے اور ایسا نہیں ہو سکتا کہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہو اور آپ کے جانثار غلاموں سے محبت نہ رکھتا ہو اور جو شخص حضراتِ صحابہ کرام سے عداوت رکھتا ہو وہ کبھی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہیں رکھتا اگرچہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا دعویٰ کرے۔

(۵)شاتمانِ صحابہ پر فرشتوں کی لعنت: حضرت عبد الرحمن بن سالم بن عبد الرحمن بن عویم بن ساعدہ(۱۳) نے اپنے والد سے روایت کی انھوں نے اپنے دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللهَ تَعَالَى اخْتَارَنِي وَاخْتَارَ لِي أَصْحَابًا فَجَعَلَ لِي مِنْهُمْ وُزَرَاءَ وَأَنْصَارًا وَأَصْهَارًا فَمَنْ سَبَّهُمْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ. (١٤)

”اللہ نے مجھے منتخب فرمایا، میرے ساتھی چنے(۱۵)، اور میرے لیے ان میں سے معاون و مددگار اور قرابت دار بنائے، جو انھیں گالی دے اس پر اللہ، اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے(۱۶)، بروزِ قیامت اس کی فرض و نفل عبادت قبول نہ

(۱۳) عویم ابن ساعدہ صحابی ہیں۔(تقریب التهذيب، حرف العين، برقم۵۲۲۶، ص۶۰۱)

(١٤) السنة لإبن أبى عاصم، باب ذكر الرافضة، برقم: ۱۰۰۰، ص ٤٣٩

المستدرك للحاكم، كتاب معرفة الصحابة ، ذكر عويم بن ساعدة رضى الله عنه، برقم: ٦٨١٥،٤ / ٨٣٣

(۱۵) دنیا میں جو بہترین لوگ تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے حبیب ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ کے لئے منتخب فرمایا۔ حضور ﷺ کے ارشاد کے مطابق حضراتِ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے لئے چُنا ہے اور جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے لئے چُن لیا ان پر اعتراض اور ان کی شان میں تنقیص کی جرأت کوئی مسلمان کر ہی نہیں سکتا وہی کرے گا جس کا دل نورِ ایمان سے خالی ہو گا۔

(۱۶) حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق صحابہ کرام علیہم الرضوان کے گستاخ، انہیں سبّ و شتم کرنے والے لعنت کے مستحق ہیں۔

ہو گی۔(۱۷)"

(۶)صحابی کے گستاخ پر اللہ کی لعنت: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ(۱۸) سے روایت ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: إِنَّ النَّاسَ يَكْثُرُونَ وَأَصْحَابِي يَقِلُّونَ فَلَا تَسُبُّوهُمْ فَمَنْ سَبَّهُمْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ الله.(۱۹)

"عام لوگ زیادہ ہوں گے اور میرے صحابی کم ہوں گے، تو انھیں گالی نہ دینا، جو انھیں گالی دے گا اس پر اللہ کی لعنت ہے۔"

(۷)حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقاے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لَعَنَ الله مَنْ سَبَّ أَصْحَابِي(۲۰)

"میرے صحابہ کو گالی دینے والے پر اللہ کی لعنت ہے۔"

(۸)مُردوں کا ذکرِ خیر ہی کرو: حضرت سہل بن یوسف بن سہل بن مالک انصاری

---

(۱۷) ایسے لوگ چاہے کتنی نمازیں پڑھیں، روزے رکھیں، زکوٰۃ دیں، صدقات وخیرات کریں۔ بظاہر دین کی کتنی خدمت کیوں نہ کرلیں مگر قیامت کے روز ان سے کچھ بھی قبول نہ کیا جائے گا۔

(۱۸) ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے، آپ مشہور صحابہ کرام میں سے ہیں، اورآپ کثرت سے حدیث روایت کرنے والوں میں سے ایک ہیں، غزوۂ بدراوراس کے بعد اٹھارہ غزوات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شرکت کی، اور شام اور مصر میں تشریف لائے، آخر عمر میں ان کی بینائی جاتی رہی، ان سے بڑی جماعت نے حدیث کو روایت کیا ہے، آپ رضی اللہ عنہ نے ۹۴' سال کی عمر میں ۷۴ھ مدینہ طیبہ میں وصال فرمایا، اورایک قول کے مطابق مدینہ منورہ میں سب سے آخر میں فوت ہونے والے صحابی آپ ہی ہیں۔(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الإیمان، ۱/ ۱۹۰)

(۱۹) المجعم الأوسط للطبرانی، باب الألف، من اسمہ أحمد، برقم: ۱۲۰۳، ۳۳۲/۱

(۲۰) المجعم الکبیر للطبرانی، عطا بن أبی رباح عن ابن عمر، برقم: ۱۳۵۸۸، ۳۳۲/۱۲

رضی اللہ عنہ اپنے والد (یوسف بن سہل) سے روایت کرتے ہیں وہ ان کے دادا (سہل بن مالک انصاری) سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے تشریف لائے تو منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور اللہ کی حمد وثنا کی پھر ارشاد فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ لَمْ يَسُؤْنِي قَطُّ فَاعْرِفُوا ذَلِكَ لَهُ، يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنِّي رَاضٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَطَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ وَالزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ وَسَعْدِ بْنِ مَالِكٍ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَالْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ فَاعْرِفُوا ذَلِكَ لَهُمْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَدْ غَفَرَ لِأَهْلِ بَدْرٍ وَالْحُدَيْبِيَةِ يَا أَيُّهَا النَّاسُ احْفَظُونِي فِي أَخْتَانِي وَأَصْهَارِي وَفِي أَصْحَابِي لَا يُطَالِبَنَّكُمُ اللهُ بِمَظْلِمَةِ أَحَدٍ مِنْهُمْ فَإِنَّهَا لَيْسَتْ تَذْهَبُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ ارْفَعُوا أَلْسِنَتَكُمْ عَنِ الْمُسْلِمِينَ وَإِذَا مَاتَ الرَّجُلُ فَلَا تَقُولُوا إِلَّا خَيْرًا ثُمَّ نَزَلَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ(۲۱).

”لوگو! ابو بکر نے مجھے کبھی تکلیف نہیں دی، ان کے متعلق یہ بات یاد رکھنا۔ لوگو! میں عمر بن خطاب، عثمان بن عفان، علی بن ابی طالب، طلحہ بن عبید اللہ، زبیر بن عوام، سعد بن مالک، عبد الرحمن بن عوف اور پہلے پہل ہجرت کرنے والوں سے راضی ہوں (۲۲)، ان کے متعلق میری یہ بات یاد رکھنا، لوگو! میرے داماد، خسر اور

---

(۲۱) المجعم الكبير للطبراني،سهل بن مالك بن أبي كعب، برقم: ٦،٥٦٤٠/ ١٠٤

(۲۲) جن سے اللہ کا رسول راضی ہے ان سے اللہ تعالیٰ بھی راضی ہے پھر انہیں کسی دوسرے کی ناراضگی کیا ضرر دے سکتی ہے۔

صحابۂ کرام کے بارے میں میری بات یاد رکھنا۔

لوگو! مسلمانوں کے تعلق سے اپنی زبانیں بند رکھنا، جب ان میں سے کسی کا انتقال ہو جائے تو اس کے بارے میں سوائے خیر کے کچھ نہ کہنا۔(۲۳)" پھر آپ منبر سے نیچے تشریف لائے۔(۲۴)

(۹) چار یار(۲۵) کی محبت ایمان کی علامت: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا يَجْتَمِعُ حُبُّ هَؤُلَاءِ الْأَرْبَعَةِ إِلَّا فِي قَلْبِ مُؤْمِنٍ،

---

(۲۳) جب ایک مسلمان کے بارے میں یہ حکم ہے پھر جو صحابیت کا شرف بھی رکھتا ہو اس کے بارے میں کیا حکم ہو گا۔

(۲۴) ایک اور حدیث شریف میں ہے: عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اذْكُرُوا مَحَاسِنَ مَوْتَاكُمْ، وَكُفُّوا عَنْ مَسَاوِيهِمْ-(سُنن أبي داود، کتاب الأدب، باب فی النّهی عن سبّ الموتی، برقم ۴۹۰۰، ۴/ ۱۳۲)

یعنی، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اپنے مُردوں کی خوبیاں بیان کرو اور ان کی برائیوں سے در گزر کرو۔

اس حدیث شریف کے تحت مفتی احمد یار خان نعیمی متوفی ۱۳۹۱ھ لکھتے ہیں: یعنی مسلمان کی بعد موت اچھائیاں کبھی کبھی بیان کیا کرو کہ نیکیوں کے ذکر سے رحمت اترتی ہے، ان کی برائیاں بیان کرنے سے باز رہو کیونکہ مردے کی غیبت زندہ کی غیبت سے سخت تر ہے کہ زندہ سے معافی مانگی جاسکتی ہے مردے سے نہیں، اسی لیے علماء فرماتے ہیں کہ اگر غسال مُردے پر کوئی نیک علامت دیکھے خوشبو یا چہرے کا نور، تو لوگوں میں چرچا کرے، اور اگر بُری علامت دیکھے بدبو یا چہرے کا بگڑ جانا تو اس کا کسی سے ذکر نہ کرے کیونکہ ہمیں بھی مرنا ہے نہ معلوم ہمارا کیا حال ہو، بے دین کی برائی ضرور کرے تاکہ لوگ بے دینی سے بچیں، یزید و حجاج وغیرہ کو آج بھی بُرا کہا جاتا ہے کیونکہ یہ فساق ہیں، ان کا فسق ظاہر کرو تاکہ ان جیسے کاموں سے بچیں۔(مرآۃ المناجیح، جنازے کے ساتھ چلنا، ۲/ ۴۸۱)

(۲۵) یعنی حضرت ابو بکر، حضرت عُمر، حضرت عُثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم

أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ(٢٦).

”ابو بکر و عمر، عثمان و علی ان چاروں کی محبت مومن ہی کے دل میں جمع ہو گی۔“(۲۷)

شیخین رضی اللہ عنہما سے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان

(۱۰) شیخین کے گستاخ کو سخت سزا دی جائے: حضرت سوید بن غفلہ (۲۸) سے

---

(٢٦) المسند للحميدي، مسند أبي هريرة رضى الله عنه برقم: ١٤٦٤، ص ٤٢٦

(۲۷) مسلمانوں پر ان خلفائے اربعہ سے محبت رکھنا فرض ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے: إن الله عزوَجلّ فرض عَلَيْكُم حُبّ أبي بكر وَعمر وَعُثْمَان وَعليّ ،كَمَا فرض عَلَيْكُم الصَّلَاةَ وَالصِّيَامَ وَالْحَجَّ وَالزَّكَاةَ فَمن أَبْغض وَاحِدًا مِنْهُم، فَلَا صَلَاة لَهُ، وَلَا صِيَام له، وَلَا حجّ لَهُ، وَلَا زَكَاة له،ويُحْشَرُ يَوْم الْقِيَامَةِ من قَبرِه إِلَى النَّار-

(فردوسُ الأخبار،باب الألف،ذكر الأخبار المبتدأة...إلخ،١/ ١٠١)

یعنی، بے شک اللہ عزّوجلّ نے تم پر حضرت ابو بکر، حضرت عُمر، حضرت عُثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کی محبت کو فرض کر دیا ہے، جیسے نماز، روزہ، زکوۃ اور حج کو تم پر فرض کیا ہے تو جو ان میں سے کسی ایک سے بھی بغض رکھے تو اللہ تعالیٰ اُس کی نماز قبول فرمائے گا نہ زکوۃ، نہ روزہ، اور نہ ہی حج۔ اور اُسے قیامت کے دن قبر سے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

اور دوسری حدیث شریف میں ہے: عن ابن عبّاس قال: قالَ رسولُ الله صلى الله عليه وسلّم: يحبّهم يعني الأربعة أولِيَاء الله، ويبغضهم أعدَاء الله-(الرّياض النّضرة في مناقب العشرة،الباب الرابع فيما جاء مختصاً بالأربعة الخلفاء،١.٤/ ٤٢)

یعنی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے ان چاروں صحابہ ابو بکر، عُمر، عثمان اور علی سے محبت کرنے والے اللہ کے دوست ہیں اور ان سے نفرت رکھنے والے اللہ کے دشمن ہیں۔

(۲۸) آپ رضی اللہ عنہ اکابر تابعین میں سے ہیں، آپ اُس روز مدینہ تشریف لائے تھے جس دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کیا گیا تھا، پھر آپ کوفہ آئے، اور ۱۳۰ سال کی عمر پا کر ۸۰ ہجری میں فوت ہو گئے تھے۔

(تقريب التهذيب،حرف السين،برقم ٢٦٩٥،ص ٣٢٨)

روایت ہے کہ میرا گزر شیعوں کی ایک جماعت کے پاس سے ہوا جو حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا کو گالیاں دے رہے تھے، میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: امیر المؤمنین! ابھی میں آپ کے چاہنے والوں کی ایک جماعت کے پاس سے گزرا جو حضرت ابو بکر و عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا پر ایسی عیب چینی کر رہے تھے جو اس امت کی طرف سے ان کے شایان شان نہیں، تو اگر آپ کے دل میں اس طرح کی باتیں نہ ہوتیں جنہیں وہ علانیہ کہہ رہے ہیں تو ان کی یہ جراءت نہ ہوتی۔

حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے فرمایا: "مَا أُضْمِرُ لَهُمَا إِلّا الَّذِيْ أَتَمَنَّي الْمُضِيَّ عَلَيْهِ، لَعَنَ اللهُ مَنْ أَضْمَرَ لَهُمَا إِلَّا الْحَسَنَ الْجَمِيْلَ "یعنی میرے دل میں ان کے تعلق سے وہی باتیں ہیں جن پر چلنے کی میں آرزو رکھتا ہوں۔ اس پر اللہ کی لعنت ہو جو ان کے متعلق دل میں خیر کے سوا کچھ اور رکھے۔ (۲۹)

پھر میرا ہاتھ پکڑ کر اشک بار آنکھوں کے ساتھ کھڑے ہوئے اور مسجد میں داخل ہو کر منبر پر رونق افروز ہوئے پھر ہاتھ سے اپنی سفید ریش مبارک پکڑ کر اسے دیکھتے رہے یہاں تک کہ لوگ جمع ہو گئے اس کے بعد کھڑے ہو کر ایک مختصر اور بلیغ خطبہ دیا، ارشاد فرمایا:

---

(۲۹) جو شخص حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے محبت کا دعویدار ہو اور حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان کے بارے میں اپنے دل میں خیر کے سوا کچھ اور رکھتا ہو وہ حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے اس فرمان کو غور سے پڑھے اور دیکھے کہ وہ کس چیز کا مستحق ہے اور حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کا اس کے بارے میں کیا فرمان ہے۔

مَا بَالُ قَوْمٍ يَذْكُرُونَ سَيِّدَيْ قُرَيْشٍ وَأَبَوَيِ الْمُسْلِمِينَ أَنَا مِمَّا قالوا برئ وعَلَى مَا قَالُوا مُعَاقِبٌ، أَلَا وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ لَا يُحِبُّهُمَا إِلَّا مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ ولا يبغضهما إلا فاجر ردي، صَحِبَا رَسُولَ الله صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الصِّدْقِ وَالْوَفَاءِ يَأْمُرَانِ وَيَنْهَيَانِ وَمَا يُجَاوِزَانِ فِيمَا يَصْنَعَانِ رَأْيَ رَسُولِ الله، وَلَا كَانَ رَسُولُ الله صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرَى بِمِثْلِ رَأْيِهِمَا وَلَا يُحِبُّ كَحُبِّهِمَا أَحَدًا، مَضَى رَسُولُ الله صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُمَا رَاضٍ وَمَضَيَا وَالْمُؤْمِنُونَ عَنْهُمَا رَاضُونَ، أَمَرَ رَسُولُ الله صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا بَكْرٍ بِصَلَاةِ الْمُؤْمِنِينَ فَصَلَّى بهما سَبْعَةَ أَيَّامٍ فِي حَيَاةِ رَسُولِ الله صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا قَبَضَ الله تَعَالَى نَبِيَّهُ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاخْتَارَ لَهُ مَا عِنْدَهُ وَلَّاهُ الْمُؤْمِنُونَ أَمْرَهُمْ وَقَضَوْا إِلَيْهِ الزَّكَاةَ لِأَنَّهُمَا مَقْرُونَتَانِ ثُمَّ أَعْطَوْهُ الْبَيْعَةَ طَائِعِينَ غَيْرَ كَارِهِينَ، أَنَا أَوَّلُ مَنْ سَنَّ ذَلِكَ مِنْ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَهُوَ لِذَلِكَ كَارِهٌ يَوَدُّ أَنَّ أَحَدَنَا كَفَاهُ ذَلِكَ، وَكَانَ وَالله خَيْرَ مَنِ اتَّقَى أَرْحَمَهُ رَحْمَةً وَأَرْأَفَهُ رَأْفَةً وَأَثْبَتَهُ ورَعًا وَأَقْدَمَهُ سِنًّا وَإِسْلَامًا، شَبَّهَهُ رَسُولُ الله صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِيكَائِيلَ رَأْفَةً وَرَحْمَةً وَبِإِبْرَاهِيمَ عَفْوًا وَوَقَارًا، فَسَارَ فِينَا سِيرَةَ رَسُولِ الله صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى مَضَى عَلَى ذَلِكَ.

ثُمَّ وَلِيَ عُمَرُ الْأَمْرَ مِنْ بَعْدِهِ فَمِنْهُمْ مَنْ رَضِيَ وَمِنْهُمْ مَنْ كَرِهَ، فَلَمْ يُفَارِقِ الدُّنْيَا حَتَّى رَضِيَ بِهِ مَنْ كَانَ كَرِهَهُ، فَأَقَامَ الْأَمْرَ عَلَى مِنْهَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَاحِبِهِ يتبع آثارهما كتباع الْفَصِيلِ أُمَّهُ، وَكَانَ وَالله رَفِيقًا رَحِيمًا لِلْمَظْلُومِينَ عَوْنًا وَرَاحِمًا وَنَاصِرًا لَا يَخَافُ فِي الله لَوْمَةَ لَائِمٍ، ضَرَبَ الله بِالْحَقِّ عَلَى لِسَانِهِ وَجَعَلَ الصِّدْقَ مِنْ شَأْنِهِ حَتَّى كُنَّا نَظُنُّ أَنَّ مَلَكًا يَنْطِقُ عَلَى لِسَانِهِ، أَعَزَّ الله بِإِسْلَامِهِ الْإِسْلَامَ وَجَعَلَ هِجْرَتَهُ لِلدِّينِ قِوَامًا، أَلْقَى الله تَعَالَى لَهُ فِي قُلُوبِ الْمُنَافِقِينَ الرَّهْبَةَ وَفِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ الْمَحَبَّةَ، شَبَّهَهُ رَسُولُ الله صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجِبْرِيلَ فَظًّا غَلِيظًا عَلَى الْأَعْدَاءِ وَبِنُوحٍ حَنِقًا مُغْتَاظًا. الضَّرَّاءُ عَلَى

طَاعَةِ اللهِ آثَرُ عِنْدَهُ مِنَ السَّرَّاءِ عَلَى مَعْصِيَةِ اللهِ .

فَمَنْ لَكُمْ بِمِثْلِهِمَا رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِمَا وَرَزَقَنَا الْمُضِيَّ عَلَى سَبِيلِهِمَا فَإِنَّهُ لا يُبْلَغُ مَبْلَغُهُمَا إِلَّا بِاتِّبَاعِ آثَارِهِمَا وَالْحُبِّ لَهُمَا، أَلَا فَمَنْ أَحَبَّنِي فَلْيُحِبُّهُمَا وَمَنْ لَمْ يُحِبُّهُمَا فَقَدْ أَبْغَضَنِي وَأَنَا مِنْهُ بَرِيءٌ، وَلَوْ كُنْتُ تَقَدَّمْتُ إِلَيْكُمْ فِي أَمْرِهِمَا لَعَاقَبْتُ عَلَى هَذَا أَشَدَّ الْعُقُوبَةِ، وَلَكِنْ لَا يَنْبَغِي أَنْ أُعَاقِبَ قَبْلَ التَّقَدُّمِ، فَمَنْ أُتِيتُ بِهِ يَقُولُ هَذَا بَعْدَ الْيَوْمِ فَإِنَّ عَلَيْهِ مَا عَلَى الْمُفْتَرِي، أَلَا وَخَيْرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَلَوْ شِئْتُ سَمَّيْتُ الثَّالِثَ. وَأَسْتَغْفِرُ اللهَ لِي وَلَكُمْ. (۳۰)

ترجمہ: ”لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ قریش کے دو سرداروں اور مسلمانوں کے سرپرستوں کو (برائی کے ساتھ) یاد کر رہے ہیں۔ میں ان کی ان باتوں سے بے زار ہوں اور انھیں اس پر سزا دوں گا۔ سنو! اس ذات کی قسم جس نے دانہ چیر کر اس سے پودا نکالا، اور روح کی تخلیق فرمائی، ابو بکر و عمر سے، تقوی شعار مومن ہی محبت کرے گا اور رذیل فاجر ہی عداوت کرے گا۔ یہ دونوں حضرات صداقت وراست بازی اور اخلاص و وفا کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہے، امر و نہی کا فریضہ انجام دیا، اپنے عمل میں رسول اللہ ﷺ کی رائے سے سر مو انحراف نہیں کیا، اور رسول اللہ ﷺ بھی ان کی رائے کے برابر کسی کی رائے نہیں سمجھے تھے اور ان کی طرح کسی سے محبت نہیں کرتے تھے، آپ دنیا سے اس حالت میں تشریف لے گئے کہ ان سے راضی تھے اور یہ حضرات اس حال میں تشریف لے گئے کہ اہل ایمان ان سے راضی تھے۔ رسول

(۳۰) الصواعق المحرقة، الباب الثالث في بيان أفضلية أبي بكر....إلخ، الفصل الأول: في ذكر افضليتهم...إلخ، ص ٦٣-٦٤

اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں کی امامت کا حکم دیا، آپ نے حضور کی حیاتِ ظاہری میں سات دن امامت فرمائی، جب اللہ تعالی نے اپنے نبی کو اپنے پاس بلالیا اور ان کے لیے اپنی بارگاہ کا انتخاب فرمایا تو مسلمانوں نے انہیں (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو) اپنے دین کا والی بنایا۔ اور انھیں زکات ادا کی کیوں کہ یہ دونوں باتیں باہم مربوط ہیں۔

پھر خوشی خوشی ان کی بیعت کی اور بنو عبد المطلب میں سب سے پہلے میں اس راستے پر چلا جب کہ وہ خود (خلیفہ بننا) نہیں چاہتے تھے، ان کی خواہش تھی کہ ہم میں کا کوئی ایک اس (بار خلافت کو اٹھانے) کے لیے کافی ہے، اور اللہ کی قسم! وہ تقوی و پرہیز گاری میں سب سے بہتر، شفقت و مہربانی میں سب سے بڑھ کر، زہد و ورع میں سب سے مستحکم، عمر میں سب سے بڑے اور قدیم الاسلام تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں شفقت و مہربانی میں حضرت میکائیل علیہ السلام سے، عفو و درگزر اور ہیبت و وقار میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تشبیہ دی۔ وہ ہمارے درمیان رسول اللہ ﷺ کے نقش قدم پر چلتے رہے یہاں تک کہ دنیا سے اسی حالت میں تشریف لے گئے۔

پھر ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ اس حال میں ہوئے کہ کچھ لوگ انھیں پسند کرتے تھے اور کچھ ناپسند، لیکن ان کے دنیا سے تشریف لے جانے تک انھیں ناپسند کرنے والے بھی پسند کرنے لگے، انھوں نے نبی اکرم ﷺ اور ان کے یارِ غار (ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) کے طریقے پر خلافت کی ذمہ داری نبھائی، اور ان کے نقشِ قدم پر ایسے چلتے رہے جیسے اونٹنی کا بچہ اپنی ماں کے پیچھے چلتا ہے۔

خدا کی قسم! وہ مشفق و مہربان، مظلوموں کے معاون و مددگار اور ان پر رحم کرنے والے تھے، انھیں راہ خدا میں کسی ملامت گر کی ملامت کا ڈر نہیں تھا، اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان پر حق کی مہر لگادی تھی اور صداقت وراست گوئی کو ان کا وصف بنادیا تھا یہاں تک کہ ہمیں لگتا کہ ان کی زبان پر کوئی فرشتہ بول رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے مسلمان ہونے سے اسلام کو قوت بخشی، ان کی ہجرت کو قیام دین کا سبب بنایا، منافقوں کے دلوں میں ان کا رعب ڈال دیا اور مسلمانوں کے دلوں میں ان کی محبت پیدا فرمادی، رسول اللہ ﷺ نے انھیں دشمنوں پر سختی کرنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام سے اور غیظ وغضب میں حضرت نوح علیہ السلام سے تشبیہ دی، ان کے نزدیک اللہ کی طاعت وفرماں برداری کے راستے میں پریشانی اٹھانا اس کی معصیت ونافرمانی میں آرام پانے سے زیادہ پسندیدہ تھی۔

تم میں کوئی ان دونوں حضرات کی طرح ہے؟ اللہ ہمیں ان کے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، کیوں کہ ان کے نشانِ قدم پر چل کر اور ان سے محبت کر کے ہی ان کے مقام تک پہنچا جاسکتا ہے۔

سنو! جسے مجھ سے محبت ہے وہ ان سے محبت کرے اور جس نے ان سے محبت نہیں کی اس نے مجھ سے دشمنی کی، اور میں اس سے بیزار ہوں (۳۱)۔ اگر ان کے

(۳۱) دیکھئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے شیخین کریمین حضرت ابو بکر وعمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا سے محبت رکھنے والے کو اپنا محبّ اور ان سے دشمنی رکھنے والے کو اپنا دشمن قرار دیا اور ایسے لوگوں سے بیزاری کا اعلان فرمایا ہے اور اسی خطبہ میں انہیں کڑی سزا دینے کا ذکر بھی فرمایا ہے۔ اس سے نام نہاد علماء و پیر اپنا انجام بھی سوچ لیں جو مختلف واقعات کی آڑ میں حضراتِ شیخین کریمین کی شان میں زبان طعن دراز کرتے ہیں۔

تعلق سے یہ بات میں نے تمھیں پہلے ہی بتائی ہوتی تو اس پر تمھیں کڑی سزا دیتا، لیکن بتانے سے پہلے سزا دینا مناسب نہیں، آج کے بعد جسے ایسا کہتے ہوئے سنا گیا اس کی وہی سزا ہو گی جو تہمت لگانے والے کی ہوتی ہے۔

سنو! اس امت میں نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بعد سب سے افضل حضرت ابو بکر و عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا ہیں۔ اگر میں چاہتا تو تیسرے کا بھی ذکر خیر کرتا۔ استغفر اللہ لي ولکم"

عبد الحمید حصانی نے حسن بن عمارة سے اسی مفہوم کی حدیث روایت کی ہے۔

(۱۱) شیخین کے گستاخ کی سزا: حضرت عبیدہ سلمانی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کو معلوم ہوا کہ ایک شخص نے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالی عنہما کو برا بھلا کہا ہے تو اسے بلا بھیجا، وہ حاضر ہوا۔ راوی کا بیان ہے کہ وہ آپ کے سامنے بطور تعریض ان کے عیوب بیان کرنے لگا آپ سمجھ گئے اور فرمایا:

أَمَّا وَالَّذِيْ بَعَثَ مُحَمَّداً بِالْحَقِّ لَوْ سَمِعْتُ مِنْكَ مَا بَلَغَنِي أَوْ ثَبَتَتْ عَلَيْكَ بَيِّنَةٌ لَأَلْقَيْتُ أَكْثَرَكَ شَعْرًا.(۳۲)

"سنو! اس ذات کی قسم جس نے محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، مجھے جو کچھ معلوم ہوا اگر میں اسے تمہاری زبان سے سن لیتا یا تمھارے خلاف گواہی ثابت ہو جاتی تو تمہارا سر قلم کر دیتا۔(۳۳)"

---

(۳۲) الصواعق المحرقة، الباب الثالث في بيان أفضلية أبي بكر....إلخ، الفصل الأول: في ذكر افضليتهم...إلخ، ص ٦٤

(۳۳) جب بطورِ تعریض شیخین کریمین کے عیوب بیان کرنے والے کے بارے میں امیر المؤمنین حضرت

ارشاد باری تعالیٰ: ”وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا“ کا بیان

(۱۲) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ذریعے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گستاخ کی تفہیم: حضرت لیث بن ابو سلیم کا بیان ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ ایک شخص نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر عیب چینی کی ہے تو آپ نے اسے بلا کر اپنے سامنے بٹھایا اور یہ آیت تلاوت کی ” لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا وَّ يَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۚ “(۳٤)

ترجمہ: (اور مال فے میں حصہ ہے) ان غریب مہاجرین کا جو اپنے گھروں سے نکالے گئے اور اپنے مالوں سے بے دخل کر دیے گئے وہ اللہ کا فضل و کرم اور اس کی خوش نودی چاہتے ہیں۔ اللہ (کے دین) اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں۔ یہی لوگ سچے ہیں۔

پھر پوچھا: کیا تو ان لوگوں میں سے ہے؟ اس نے جواب دیا ”نہیں“

پھر اس آیت کریمہ کی تلاوت کی ” وَ الَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَ الْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَ لَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّاۤ اُوْتُوْا وَ يُؤْثِرُوْنَ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ؕ وَ مَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۚ “

علی رضی اللہ عنہ کا حکم یہ ہے تو ان کے بارے میں کیا حکم ہو گا جو صراحت کے ساتھ عیوب بیان کرتے ہیں۔

(۳٤) الحشر: 59/ 10

ترجمہ: اور (اس مال میں) ان کا بھی حق ہے جو مہاجرین (کی آمد) سے پہلے دار ہجرت میں مقیم ہیں اور ایمان میں (ثابت قدم ہیں)، ان سے محبت کرتے ہیں جو ہجرت کر کے ان کے پاس آتے ہیں اور اپنے دلوں میں اس کے بارے میں کوئی خلش نہیں پاتے جو مہاجرین کو دے دی جائے اور انھیں اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود انہیں اس چیز کی شدید حاجت ہو، اور جنہیں نفس کے حرص سے بچا لیا گیا وہ ہی کامیاب وکامران ہیں۔

اس کے بعد اس سے پوچھا: کیا تو ان میں سے ہے؟ اس نے کہا نہیں۔

پھر اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی: ” وَ الَّذِیۡنَ جَآءُوۡ مِنۡۢ بَعۡدِہِمۡ یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا وَ لِاِخۡوَانِنَا الَّذِیۡنَ سَبَقُوۡنَا بِالۡاِیۡمَانِ وَ لَا تَجۡعَلۡ فِیۡ قُلُوۡبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا رَبَّنَاۤ اِنَّکَ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۱۰﴾ “

ترجمہ: اور (اس مال میں) ان کا بھی حق ہے جو ان کے بعد آئے، جو کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار! ہمیں بھی بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دلوں میں اہل ایمان کے لیے بغض اور کینہ نہ پیدا کر، اے ہمارے رب! یقیناً تو رحم فرمانے والا مہربان ہے۔

اس کے بعد پوچھا: کیا تو ان لوگوں میں سے ہے؟ اس نے کہا: امید ہے کہ ان میں سے ہوں، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں، خدا کی قسم! وہ شخص ان میں سے نہیں جو انھیں (حضرت عثمان وغیرہ صحابۂ کرام کو) برا بھلا کہے اور اس کے دل میں ان کے بارے میں

کینہ (۳۵) ہو۔(۳٦)

(۱۳)خلفاے ثلاثہ کے گستاخ کو امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی پھٹکار: امام زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہ (۳۷) کا بیان ہے کہ ان کے پاس عراقیوں کی ایک جماعت آئی جس نے حضرت ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے بارے میں عیب چینی کی، جب وہ لوگ عیب چینی کر چکے تو امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: مجھے بتاؤ تم لوگ ان مہاجرین اولین میں سے ہو (جن کے بارے میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے) جو اپنے گھروں سے نکالے گئے اور اپنے مالوں سے بے دخل کر دیے گئے، وہ اللہ کا فضل وہ کرم اور اس کی خوش نودی چاہتے ہیں اور اللہ (کے دین) اور اس کے رسول کی نصرت وحمایت کرتے ہیں یہیں سچے لوگ ہیں۔ انھوں نے کہا: نہیں۔

پھر حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم ان لوگوں میں سے ہو (جن کے

---

(۳۵) کینہ کی تعریف بیان کرتے ہوئے علّامہ جمال الدین محمد بن مکرم بن منظور افریقی متوفی ۷۱۱ھ لکھتے ہیں: الحِقْدُ: إِمساك الْعَدَاوَةِ فِي الْقَلْبِ وَالتَّرَبُّصُ لِفُرْصَتِها-(لسان العرب، فصل الحاء المهملة، ۳/۱۵۴)

یعنی، دل میں دشمنی کو روکے رکھنا اور موقع پاتے ہی اس کا اظہار کرنا کینہ کہلاتا ہے۔

(۳٦) الدّرّ المنثور للسیوطی، سورۃ الحشر، تحت الآیۃ ۱۰، ۸/ ۱۵۸

(۳۷) ان کا لقب زین العابدین ہے، اور کنیت ابو الحسن، آپ رضی اللہ عنہ کی ولادت ۳۸ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔
(الأعلام للزرکلی، زَین العابدین، ٤/ ۲۷۷)

آپ تابعی ہیں۔(تاریخ مدینۃ دمشق، علی بن الحسین بن علی بن أبی طالب، ٤١ / ۳۷۵)

آپ رضی اللہ عنہ ۱۴ ربیع الاوّل ۹۴ھ میں فوت ہوگئے تھے، ان کی قبر مبارک جنت البقیع میں ہے۔(سِیر أعلام النّبلاء، علی بن الحسین ابن الإمام علیّ بن أبی طالب، ٥/ ۳٤۱)

بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا) جو مہاجرین (کی آمد) سے پہلے دار ہجرت (مدینہ) میں مقیم ہیں اور ایمان میں (ثابت قدم ہیں)، ان سے محبت کرتے ہیں جو ہجرت کر کے ان کے پاس آئے اور اس کے بارے میں اپنے سینوں میں کوئی خلش نہیں پاتے ہیں جو مہاجرین کو دے دی جائے، اور انھیں اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انھیں خود اس چیز کی سخت ضرورت ہو، اور جنہیں نفس کے لالچ سے بچالیا گیا وہی کامیاب لوگ ہیں۔

انھوں نے کہا: ''نہیں''۔

حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ تم نے ان دو جماعتوں میں ہونے سے براءت کا اظہار کر دیا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تم ان میں سے بھی نہیں جن کے بارے میں ارشاد ربانی ہے: ''وَ الَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَ لَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝'' (۳۸)

(جو ان کے بعد آئے جو کہتے ہیں: اے ہمارے پروردگار! ہمیں بھی بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دلوں میں اہل ایمان کے لیے بغض و کینہ نہ رکھ، اے ہمارے رب! یقیناتو رحم فرمانے والا مہربان ہے۔)

پھر فرمایا: نکل جاؤ، اللہ تمھیں تباہ وبرباد کر دے۔ (۳۹)

---

(۳۸) الحشر: ۵۹/ ۱۰

(۳۹) حلية الأولياء، ذكر طبقة من تابعى المدينة....إلخ، زين العابدين على بن الحسين، ۱۲۸/۳

الصواعق المحرقة، الباب الثاني فيما جاء عن أكابر أهل البيت.... إلخ، ص ۵٤

شیخین(۴۰) سے متعلق حضرت حسن بن محمد بن حنفیہ کا بیان

(۱۴) شیخین سے محبت کمال ایمان کا معیار: حضرت عبد الواحد بن ایمن مخزومی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت حسن بن محمد بن حنفیہ کو فرماتے ہوئے سنا:

مَنْ كَانَ سَأَلَنَا عَنْ أَمْرِنَا وَرَأْيِنَا فإنا قومٌ الله عزّ وجلّ ربُّنا والإسلام ديننا ومحمدٌ صلى الله عليه وسلم نبينا والقرآن إمامنا وهو حجتنا نرضى من أئمّتنا بأبي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ الله عَنْهُمَا ونرضى أَنْ يُطَاعَا وَنَسْخَطُ أَنْ يُغْضَبَا نُوَالِي وَلِيَّهُمَا وَنُعَادِي عَدُوَّهُمَا.

”جو ہمارے دین و مذہب کے بارے میں پوچھتا ہے (سنے) ہم ایسی قوم ہیں جس کا ربّ اللہ ہے، جس کا دین اسلام ہے جس کے نبی محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہیں، قرآن ہمارا ہادی اور رہ نما ہے، ہم اپنے امام حضرت ابو بکر و عمر رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا سے راضی ہیں اور ان کی اطاعت کو پسند اور ان کی نافرمانی کو ناپسند کرتے ہیں۔ ہم ان کے دوستوں کو دوست رکھتے ہیں اور ان کے دشمنوں کو دشمن۔(۴۱)“

حضرات شیخین سے متعلق حضرت زید بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ کا بیان

یہ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی ان لوگوں کو بددعا ہے جو خلفاءِ ثلاثہ حضرت ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کی عیب چینی کرتے ہیں، ان کے بارے میں اپنے دلوں میں خلش رکھتے ہیں۔

(۴۰) یعنی حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا

(۴۱) ہم اہلسنّت کا یہی نظریہ ہے جو اس پر پورا اُترے وہ ہمارا ہے اور جو اس پر پورا نہ اُترے اس کا اہلسنّت سے اور اہلسنّت کا اس سے کوئی واسطہ و تعلق نہیں ہے۔

(۱۵) **حضرات شیخین** رضی اللہ عنہما **پر تبرا**(٤٢) **حضرت علی** رضی اللہ عنہ **پر تبرا ہے:** حضرت ہاشم بن بَرید کا بیان ہے کہ مجھ سے حضرت زید بن علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: يَا هَاشِمُ اعْلَمْ وَاللهِ إِنَّ الْبَرَاءَةَ مِنْ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ الْبَرَاءَةُ مِنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهِ عَنْهُمْ، فَإِنْ شِئْتَ فَتَقَدَّمْ وَإِنْ شِئْتَ فَتَأَخَّرْ. (٤٣)

"اے ہاشم، یاد رکھو، حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم سے بیزاری حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے بیزاری ہے(٤٤) تو چاہے آگے آجاؤ چاہے پیچھے ہٹ جاؤ۔" (یعنی چاہے بیزاری کا اظہار کرو چاہے نہ کرو۔)

شیخین رضی اللہ عنہما سے متعلق امام باقر ابو جعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد

(۱۶) **شیخین کی عیب چینی کرنے والے خدا کے دشمن:** جابر بن یزید بن حارث جعفی سے روایت ہے کہ مجھ سے امام باقر محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: يَا جَابِرُ بَلَغَنِي أَنَّ قَوْمًا بِالْعِرَاقِ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ يُحِبُّونَنَا وَيَتَنَاوَلُونَ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَيَزْعُمُونَ أَنِّي آمُرُهُمْ بِذَلِكَ فَأَبْلِغْهُمْ أَنِّي إِلَى اللهِ مِنْهُمْ بَرِيءٌ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ وَلِيتُ لَتَقَرَّبْتُ إِلَى اللهِ تَعَالَى بِدِمَائِهِمْ، لَا نَالَتْنِي شَفَاعَةُ مُحَمَّدٍ إِنْ لَمْ أَكُنْ أَسْتَغْفِرُ لَهُمَا

---

(٤٢) یعنی اظہار بیزاری کرنا۔

(٤٣) الصواعق المحرقة، الباب الثاني فيما جاء عن أكابر أهل البيت.... إلخ، ص ٥٤

(٤٤) حضرت ابو بکر و عمر رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا سے بیزاری ظاہر کرنے والوں کو جان لینا چاہیے کہ وہ شیخین کریمین سے بیزار نہیں ہو رہے وہ تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بیزار ہو رہے ہیں۔

وَأَتَرَحَّمُ عَلَيْهِمَا، إِنَّ أَعْدَاءَ اللهِ لَغَافِلُونَ عَنْهُمَا. (٤٥)

"اے جابر! مجھے معلوم ہوا ہے کہ عراق میں کچھ لوگ ہم سے محبت کا دعوی کرتے ہیں اور حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالی عنہما پر عیب چینی کرتے ہیں، ان کا خیال ہے کہ میں نے انھیں اس کا حکم دیا ہے، انھیں بتادو کہ میں بارگاہِ خدا میں ان سے بے زاری کا اظہار کرتا ہوں۔ اُس ذات کی قسم جس کے دستِ قُدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے اگر میں حاکم ہوتا تو اُن کا خون بہا کر اللہ کا تقرب حاصل کرتا، اگر میں حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالی عنہما کے لیے مغفرت کی دعا اور ان سے محبت کا اظہار نہ کروں تو مجھے محمد ﷺ کی شفاعت نصیب نہ ہو، یقیناً اللہ کے دشمن ان (کے مقام و مرتبے) سے بے خبر ہیں۔(٤٦)"

(۱۷) حضرت جابر جعفی سے روایت ہے کہ مجھ سے امام باقر ابو جعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہ کو جب میں نے رخصت کیا تو مجھ سے فرمایا: أَبْلِغْ أَهْلَ الْكُوفَةِ أَنِّي بَرِيءٌ مِمَّنْ تَبَرَّأَ مِنْ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا. (٤٧)

---

(٤٥) حلية الأولياء، محمد بن علي الباقر، ٣/ ١٧٥

(٤٦) اس سے ظاہر ہو گیا کہ ائمہ اہل بیت کی طرف منسوب ایسی تمام روایات کہ جن سے حضراتِ شیخین کریمین کی عیب چینی یا تنقیص یا گستاخی پائی جاتی ہے یا ان سے بیزاری کا اظہار ہے وہ سب کی سب روایات جھوٹی اور من گھڑت ہیں ان سے ائمہ اہل بیت کا کوئی واسطہ نہیں ہے یہ ان پر تہمت بلکہ بہتان ہے۔ ان ائمہ کا نظریہ شیخین کریمین کے بارے میں وہی ہے جو حضرت علی و فاطمہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا کے پڑپوتے حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمائی ہے۔

(٤٧) حلية الأولياء، محمد بن علي الباقر، ٣/ ١٧٥

اہل کوفہ کو بتادینا کہ میں اس شخص سے بے زار ہوں جو حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالی عنہما پر تبرّا کرتا ہے۔

(۱۸)حضرت محمد بن اسحاق سے روایت ہے کہ حضرت امام باقر ابو جعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہ(٤٨)نے فرمایا:مَنْ لَمْ يَعْرِفْ فَضْلَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ الله عَنْهُمَا فَقَدْ جَهِلَ السُّنَّةَ(٤٩).

”جو حضرت ابو بکر و عمر کی فضیلت کا اعتراف نہ کرے وہ دین و سنت سے بے خبر ہے۔“

(۱۹)امام محمد جعفر صادق(٥٠)اپنے والد حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میرے والد کے پاس ایک شخص نے آکر کہا کہ مجھے ابو بکر کے بارے میں بتایئے، انھوں نے کہا: صدیق کے بارے میں پوچھ رہے ہو؟ اس نے کہا: اللہ آپ پر رحم فرمائے، آپ انھیں ”صدیق“ کہہ رہے ہیں، انھوں نے فرمایا: ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ قَدْ سَمَّاهُ

(٤٨) آپ کا نام محمد ابن علی ابن حسین ابن علی ابن ابی طالب ہے، کنیت ابو جعفر، لقب باقر ہے، یعنی آپ امام زین العابدین کے بیٹے ہیں، امام جعفر آپ کے بیٹے ہیں، آپ تابعی ہیں، حضرت جابر ابن عبد اللہ سے ملاقات ہے، ٥٦ھ میں پیدائش اور ۱۱۷ھ میں وفات ہے، جنۃ البقیع میں دفن ہیں۔(مرآۃ المناجیح، سجدہ شکر کا باب، ۲/ ۳۸۹)

(٤٩) حلية الأولياء، محمد بن علي الباقر، ٣/ ١٧٥

(٥٠) آپ کا نسب نامہ والد کی طرف سے یہ ہے امام جعفر بن محمد بن علی بن امام حسین بن علی بن ابی طالب اور ماں کی طرف سے آپ کا نسب نامہ یہ ہے امام جعفر صادق ابن حضرت اُمّ فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق، آپ رضی اللہ عنہ ۱۴۸ھ میں وفات پاگئے تھے۔(اللُّباب فی تهذيب الأنساب، حرف الصاد، باب الصادالمهملة والألف، ٢/ ٤١.٤٢)

صِدِّيقًا مَنْ هُوَ خَيْرٌ مني ومنك رَسُولُ الله صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ فَمَنْ لَمْ يُسَمِّهِ صِدِّيقًا لَا صَدَّقَ الله قَوْلَهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ اذْهَبْ فَأَحِبَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَتَوَلَّهُمَا فَمَا كَانَ مِنْ إِثْمٍ فَفِي عُنُقِي. (۵۱)

تیری ماں مر جائے، انھیں رسول اللہ ﷺ اور مہاجرین وانصار نے "صدیق" کہا جو مجھ سے اور تجھ سے بہتر ہیں۔ جو انھیں صدیق نہ کہے اللہ تعالی دنیا اور آخرت میں اس کی بات سچی نہ کرے، جا اور حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم سے محبت کر اور انھیں دوست رکھ پھر جو گناہ ہو گا وہ میری گردن پر۔(۵۲)"

(۲۰) شیخین پر الزام اور امام باقر رضی اللہ عنہ کا جواب: کثیر نوّا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام باقر ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن علی ابن ابی طالب سے کہا: اللہ مجھے آپ پر قربان کرے، لوگ کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر و عمر نے آپ لوگوں پر ظلم کیا ہے اور آپ کا حق مارا ہے، انھوں نے فرمایا: لَا وَالَّذِي أَنْزَلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا مَا ظَلَمَانَا وَلَا ذَهَبَا مِنْ حَقِّنَا مَا يَزِنُ حَبَّةَ خَرْدَلٍ، قُلْتُ إِي جَعَلَنِي الله فِدَاكَ أَفَأَتَوَلَّاهُمَا؟ فَضَرَبَ يَدَهُ عَلَى عَاتِقِي وَقَالَ لِي وَيْحَكَ يَا كَثِيرُ، تَوَلَّهُمَا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَمَا أَصَابَكَ فَفِي عُنُقِي، بَرِئَ الله وَرَسُولُهُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَيْنَا أَهْلَ

(۵۱) الصواعق المحرقة، الباب الثاني فيما جاء عن أكابر أهل البيت.... إلخ، ص ٥٦

(۵۲) یہ حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کا اس شخص پر اظہارِ غضب وناراضگی ہے جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو صدیق ماننے سے انکاری تھا تو ان لوگوں پر آپ کے غضب کا عالم کیا ہو گا جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کے مرتکب ہوتے ہیں، پھر ان پر آپ کی ناراضگی کس قدر ہو گی جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیفۂ برحق ماننے کے لئے تیار نہیں اور پھر ان لوگوں کے لئے آپ کی بددعا کیا ہو گی جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایمان سے انکار کرتے ہیں۔

الْبَيْتِ يَعْنِي الْمُغِيرَةَ بْنَ فُلَانٍ السَّاحِرَ وَبَيَانَ الْمَدِينِيَّ إِنَّهُمَا كَذِبَا عَلَيْنَا(۵۳).

نہیں، اس ذات کی قسم جس نے سارے جہاں کو ڈرانے کے لیے اپنے بندے پر قرآن نازل فرمایا، نہ تو انھوں نے ہم پر ظلم کیا اور نہ ہی رائی کے دانے برابر ہمارا حق مارا، (۵۴) میں نے کہا: اللہ آپ پر مجھے قربان کرے، تو کیا میں انھیں دوست رکھوں؟ امام باقر نے اپنا ہاتھ میرے شانوں پر مارتے ہوئے فرمایا: اے کثیر! تجھ پر افسوس! انھیں دنیا اور آخرت میں دوست رکھ پھر تجھے جو (گناہ) پہنچے میری گردن پر ہو گا۔ اللہ ورسول اس سے بے زار ہیں جو ہم اہل بیت پر تہمت لگائے، اس سے مراد مغیرہ بن فلان ساحر اور بیان مدینی ہیں کیوں کہ انھوں نے ہماری طرف جھوٹی بات منسوب کی۔

(۲۱) امام باقر رضی اللہ عنہ کی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے عقیدت: حضرت عروہ بن عبد اللہ جعفی سے روایت ہے کہ میں نے امام باقر ابو جعفر محمد بن علی سے تلواروں کی آرائش

---

(۵۳) الصواعق المحرقة، الباب الثاني فيما جاء عن أكابر أهل البيت.... إلخ، ص ۵٤

(۵۴) دیکھیے حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ بَرملا اعلان فرمارہے ہیں کہ شیخین کریمین حضرت ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہم نے "نہ تو ہم پر ظلم کیا اور نہ ہی رائی کے ذرے کے برابر ہمارا حق مارا" یہ حضرت علی وفاطمہ رضی اللہ عنہما کے گھر کی گواہی ہے۔ سوچیے وہ لوگ کہاں کھڑے ہیں جو امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور خاتونِ جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے درمیان اختلافات کو بیان کرتے ہیں ور اس پر تبصرے کرتے ہیں اور اس میں وہ شانِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں بے ادبی اور گستاخی کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ معاذ اللہ! حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ظالم بتانے کی کوشش کرتے ہیں۔

قارئین کرام! فیصلہ آپ کیجیے کہ سیّدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے پڑپوتے اہل بیت اطہار کے عظیم فرد امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے والد امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کے اقرار واعلان کو حق وسچ ماننا چاہیے یا ان نام کے مسلمانوں کے بہتان والزام کا اعتبار کرنا چاہیے۔

کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں، حضرت ابو بکر صدیق نے اپنی تلوار کو آراستہ کیا تھا۔ میں نے کہا: آپ انھیں صدیق کہہ رہے ہیں؟ یہ سن کر وہ اچھل پڑے اور قبلہ رخ ہو گئے پھر فرمایا: نَعَم الصِّدْيقُ فَمَنْ لَمْ يَقُلْ لَهُ الصِّدِّيقُ فَلَا صَدَّقَ اللّٰهُ لَهُ قَوْلًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ.(۵۵)

"ہاں صدیق، ہاں صدیق، ہاں صدیق" اور جو انھیں صدیق نہ کہے اللہ دنیا اور وآخرت میں اس کا قول سچا نہ کرے۔

شیخین کے بارے میں حضرت حسن بن حسن بن علی رضی اللہ عنہ کا نظریہ

(۲۲)"مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ"(۵٦) کا مطلب فرزند اہل بیت کی زبانی:

حضرت فضیل بن مرزوق سے روایت ہے کہ میں نے حضرت حسن مجتبیٰ کے صاحب زادے اور عبد اللہ ابن حسن کے بھائی حضرت حسن کو اہلِ بیت کے بارے میں

---

(۵۵) حلية الأولياء، محمد بن علي الباقر، ۳/ ۱۷۵

الصواعق المحرقة، الباب الثاني فيما جاء عن أكابر أهل البيت.... إلخ، ص ۵۳

(٥٦) المسند للإمام أحمد، ١/ ٨٤

فضائل الصحابة، فضائل علي، برقم: ٩٥٩، ٢/ ٧٠٣

السنة لإبن أبي عاصم، فضائل علي، باب من كنت مولاه فعلي مولاه، برقم: ١٣٥٤، ص ٥٦٤

صحيح إبن حبان، كتاب اخباره صلى الله عليه وسلم عن مناقب الصحابة رجالها و نسائهم....إلخ، ذكر دعاء المصطفي صلى الله عليه وسلم بالولاية لمن والى عليا...إلخ، برقم: ٦٨٩٢، ٩/ ٤٢، وفيه قال: من كنت مولاه فإن هذا مولاه.

غلو کرنے والے لوگوں سے فرماتے ہوئے سنا: ”ويحكم أحِبّونا لله عزّ وجلّ فإن أطعنا اللهَ فأحبّونا وإن عصينا الله فأبغضونا“.

یعنی تم پر افسوس! ہم سے اللہ کے لیے محبت کرو، اگر ہم اللہ کی اطاعت کریں تو ہم سے محبت کرو اور اگر اس کی نافرمانی کریں تو نفرت کرو۔

راوی کا بیان ہے کہ ایک شخص نے ان سے کہا: آپ لوگ رسول اللہ ﷺ کے قرابت دار اور اہل بیت ہیں، تو انھوں نے فرمایا: وَيْحَكُمْ لَوْ كَانَ الله نَافِعًا بِقَرَابَةٍ مِنْ رَسُولِهِ بِغَيْرِ عَمَلٍ بِطَاعَتِهِ لَنَفَعَ بِذَلِكَ مَنْ هُوَ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنَّا أَبَاهُ وَأُمَّهُ وَاللهِ إِنِّي لَأَخَافُ أَنْ يُضَاعِفَ لِلْعَاصِي مِنَّا الْعَذَابَ ضِعْفَيْنِ وَاللهِ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يُؤْتَى الْمُحْسِنُ مِنَّا أَجْرَهُ مَرَّتَيْنِ.

قَالَ ثُمَّ قَالَ لَقَدْ أَسَاءَ بِنَا آبَاؤُنَا وَأُمَّهَاتُنَا إِنْ كَانَ مَا تَقُولُونَ فِي دِينِ اللهِ حَقًّا ثُمَّ لَمْ يُخْبِرُونَا بِهِ وَلَمْ يُطْلِعُونَا عَلَيْهِ وَلَمْ يُرَغِّبُونَا فِيهِ فَنَحْنُ وَاللهِ كُنَّا أَقْرَبَ مِنْهُمْ قَرَابَةً مِنْكُمْ وَأَوْجَبَ عَلَيْهِمْ حَقًّا وَأَحَقَّ بِأَنْ يُرَغِّبُونَا فِيهِ مِنْكُمْ وَلَوْ كَانَ الْأَمْرُ كَمَا تَزْعُمُونَ وَأَنَّ اللهَ وَرَسُولَهُ اخْتَارَا عَلِيًّا لِهَذَا الْأَمْرِ وَلِلْقِيَامِ عَلَى النَّاسِ بَعْدَهُ إِنْ كَانَ أَعْظَمَ النَّاسِ فِي ذَلِكَ خَطِيئَةً وَجُرْمًا إذ تَرَكَ أَمْرَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقُومَ فِيهِ كَمَا أَمَرَهُ أَوْ يَعْذُرَ فِيهِ إِلَى النَّاسِ.

اگر بغیر طاعت و فرماں برداری اور عمل کے رسول اللہ ﷺ کی قرابت نفع پہنچاتی

تو اس کا نفع ان کے والدین کو ضرور ملتا جو ہم سے زیادہ حضور کے قریبی ہیں۔ خدا کی قسم! مجھے تو ڈر لگتا ہے کہ ہم میں سے گناہ کرنے والے کو ڈبل سزا ملے گی اور اللہ کی قسم! مجھے امید ہے کہ ہم میں سے نیکی کرنے والے کو دو گنا ثواب ملے گا۔ پھر فرمایا کہ اگر اللہ کے دین کے بارے میں تمھاری بات سچی ہو تو ہمارے ماں باپ نے ہمارے ساتھ اچھا نہیں کیا کہ ہمیں اس کی خبر اور اطلاع نہیں دی اور ہمیں اس کی ترغیب نہیں دی، کیوں کہ اللہ کی قسم! ہم تم سے زیادہ ان کے قریبی ہیں اور ہم پر تم سے زیادہ ان کا حق ہے اور ہم اس کے زیادہ مستحق ہیں کہ ہمیں اس کی ترغیب دی جائے۔

اور اگر معاملہ ویسا ہی ہوتا جیسا تمہارا خیال ہے کہ اللہ ورسول نے امرِ خلافت کے لیے اور مسلمانوں کے معاملات کی انجام دہی کے لیے حضرت علی کو منتخب فرمایا تو اس سلسلے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سب سے بڑے خطا کار اور مجرم ہوں گے کیوں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منشا کے مطابق ان کے حکم کی بجا آوری نہ کرنے کی لوگوں سے معذرت نہیں کی۔ پھر ایک رافضی نے ان سے کہا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے نہیں فرمایا تھا "میں جس کا مولی علی اس کے مولی"۔ آپ نے فرمایا:

أَمَا وَاللهِ أَنْ لَوْ عَنَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ الْإِمَارَةَ وَالسُّلْطَانَ وَالْقِيَامَ عَلَى النَّاسِ لَأَفْصَحَ لَهُمْ بِذَلِكَ كَمَا أَفْصَحَ لَهُمْ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَصِيَامِ رَمَضَانَ وَحَجِّ الْبَيْتِ وَلَقَالَ لَهُمْ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ هَذَا وَلِيُّ أَمْرِكُمْ مِنْ بَعْدِي فَاسْمَعُوا لَهُ وَأَطِيعُوا فَإِنَّ أَنْصَحَ النَّاسِ كَانَ لِلْمُسْلِمِينَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ. (۵۷)

سنو! اللہ کی قسم! اگر اس سے حضور کی مراد خلافت وامارت اور لوگوں کے معاملات کی انجام دہی ہوتی تو وہ یہ بات صاف صاف بتا دیتے جس طرح نماز، روزہ، زکات، حج کے بارے میں صاف صاف بتادیا۔ اور یوں فرماتے: اے لوگو! یہ (علی رضی اللہ عنہ) میرے بعد تمہارے معاملات کے والی ہیں تو ان کی بات سننا اور ان کا حکم ماننا، کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے سب سے بڑے خیر خواہ تھے۔" (۵۸)

شیخین سے متعلق حضرت عبد اللہ بن حسن رضی اللہ عنہ کا عندیہ

(۲۳)شاتمان شیخین کو توبہ نصیب نہیں ہوتی: حضرت عبد اللہ بن حسن بن حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرمایا: مَا أَرَى رَجُلًا يَسُبُّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ تُيَسَّرُ لَهُ تَوْبَةٌ أَبَدًا.

"میں نے جسے بھی حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم کو گالی دیتے ہوئے سنا اسے توبہ میسر

(۵۷) تهذيب الكمال الحسن بن الحسن بن علي بن أبي طالب لقرشي، ٦/ ٨٦
الطبقات لإبن سعد، الطبقة الثالثة من أهل المدينة من التابعين، حسن بن حسن، ٤/ ٨
الأعتقاد للبيهقي، باب: اجتماع المسلمين على بيعة أبي بكر الصديق...إلخ، ص ٢٥٤

(۵۸) جو لوگ اپنی بدعقیدگی عوام النّاس پر مسلّط کرنے کے لئے "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" کا سہارا لیتے ہیں تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے پوتے نے ان کا رد کر دیا۔ اس حدیث شریف کا جو مفہوم امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کے پوتے امام حسن رضی اللہ عنہ کے بیٹے نے بیان کیا وہی حق اور سچ ہے نہ وہ جو بدباطن اپنی گمراہی کو ثابت کرنے کے لئے بیان کرتے ہیں۔

نہ ہوئی۔"(٥٩)

(۲۴) حضرت عبد اللہ بن حسن رضی اللہ عنہ کی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے عقیدت:

حضرت حفص بن قیس سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن حسن رضی اللہ عنہ سے مسح عَلَی الخفین کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا:

امْسَحْ، فَقَدْ مَسَحَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ.

مسح کرو کیوں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے موزوں پر مسح فرمایا ہے۔

میں نے کہا کہ میں پوچھ رہا ہوں کہ کیا آپ مسح فرماتے ہیں؟ فرمایا:

ذَاكَ أَعْجز لَكَ، أُخْبِرُكَ عَنْ عُمَرَ، وتَسَأَلَنِي عن رَأْيِيْ، فَعُمَرُ كَانَ خَيْراً مِنِّيْ وَمِنْ مِلْءِ الْأَرْضِ.

یہ تمہارے لیے کافی ہے،(٦٠) میں تمھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں بتا رہا ہوں اور تم میری رائے پوچھ رہے ہو، حضرت عمر (امت محمدیہ میں حضرت ابو بکر کے بعد) مجھ سے اور پوری روے زمین کے لوگوں سے بہتر ہیں۔

میں نے کہا: اے ابو محمد! لوگوں کا خیال ہے کہ یہ آپ حضرات کی طرف سے تقیہ

---

(٥٩) شیخین کریمین حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنے پیارے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں سبّ و شتم کرنے والے کو توبہ کی توفیق ہی نہیں دیتا۔

(٦٠) کیونکہ بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حکم جاری ہوچکا تھا کہ "علیکم سنتی وسنة الخلفاء الراشدین" (سنن ابن ماجة، برقم: ٤٢) یعنی، تم پر میری سنت لازم ہے اور خلفاء راشدین (ابو بکر، عمر، عثمان وعلی) کی سنّت لازم ہے لہٰذا امام حسن رضی اللہ عنہ کے فرزند نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عمل کو دلیل بناتے ہوئے سائل سے فرمادیا کہ "مسح کرو کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے موزوں پر مسح فرمایا ہے" اور پھر سائل کے مزید سوال پر فرمایا "یہ تمہارے لئے کافی ہے۔"

ہے، یہ سن کر انھوں فرمایا جب کہ ہم روضہ اقدس اور منبر کے درمیان تھے: إنّ هٰذَا قَوْلِيْ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ فَلَا تَسْمَعَنَّ قَولَ أَحَدٍ بَعْدِيْ. جلوت وخلوت میں میرا یہی قول ہے۔ اس کے بعد میرے تعلق سے کسی کی ایسی باتیں نے سننا۔

پھر ارشاد فرمایا: مَنْ هَذَا الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ الله عَنْهُ كَانَ مَقْهُورًا وَأَنَّ رَسُولُ الله صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ بِأَمْرٍ وَلَمْ يُنَفِّذْهُ وَكَفَى بِإِزْرَاءٍ عَلَى عَلِيٍّ وَمَنْقَصَةٍ أَنْ تَزْعُمَ أَنَّ رَسُولَ الله صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ بِأَمْرٍ وَلَمْ يُنَفِّذْهُ (٦١).

کس کا خیال ہے کہ حضرت علی مظلوم تھے اور رسول خدا ﷺ نے انھیں امرِ خلافت کا حکم دیا لیکن وہ اسے نافذ نہ کر سکے، حضرت علی پر عیب لگانے کے لیے یہی کافی ہے کہ تم یہ دعوی کرو کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں امر خلافت کا حکم دیا لیکن وہ نافذ نہ کر سکے"۔(٦٢)

(۲۵) حضرت ابو خالد احمر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن حسن رضی اللہ عنہ سے حضرت ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: صَلَّى الله عَلَيْهِمَا وَلَا صَلَّى عَلَى مَنْ لَا يُصَلِّي عَلَيْهِمَا.

---

(٦١) الأعتقاد للبيهقي، باب: اجتماع المسلمين على بيعة أبي بكر الصديق...إلخ، ص ٢٠٥

(٦٢) حقیقت بھی یہی ہے کہ جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے وصال باکمال کے بعد خلافت کا حق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے مانتے ہیں وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی تعریف نہیں کرتے، ان کے فضائل وکمالات بیان نہیں کرتے بلکہ ان کی ذات پر عیب لگاتے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن حسن رضی اللہ عنہ کا فرمان بالکل درست ہے اس میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

"ان پر اللہ کی رحمت ہو اور جو ان کے لیے دعاے رحمت نہ کرے اس پر رحمتِ خداوندی نہ ہو۔"

ایک راہب کے ایمان لانے کا حیرت انگیز واقعہ

(۲۶) حضرت وہب بن منبّہ یمنی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کا بیان ہے کہ میں نے قیساریہ کے راہب کو دیکھا جو مسلمان ہو گیا تھا جب کہ پہلے عیسائی تھا، عیسائیوں میں اس کی بڑی عزت و شہرت تھی۔ میں نے اس سے پوچھا کہ اس سربراہی کے ہوتے ہوئے کون سی چیز آپ کے اسلام لانے اور اسلام کی طرف مائل ہونے کا باعث بنی؟ بتایا کہ ایک مرتبہ میں سمندر میں سفر کر رہا تھا، ہماری کشتی ٹوٹ گئی اور میں تن تنہا ایک تختے پر رہ گیا، جو مجھے لے کر چلتا رہا اور ایک مہینے تک موجیں مجھ سے کھیلتی رہیں، نا معلوم میں کس ملک کی طرف جا رہا تھا، پھر سمندر نے مجھے ایک بڑے جزیرے میں لا کر ڈال دیا جس میں ایک بہت بڑا درخت تھا، میں نے پہلے کبھی اس سے بڑا درخت نہیں دیکھا تھا، اس کے پتے ایسے تھے کہ ایک پتا لوگوں کے ایک گروہ کو ڈھانپ لے، اس میں بیر کی طرح کوئی پھل لٹک رہا تھا جو حقیقت میں بیر نہیں تھی، اس کا پھل کھجور سے زیادہ میٹھا تھا، اس جزیرے میں ایک تیز بہنے والی شیریں ندی بھی تھی، میں نے پھل کھا کر اس ندی کا پانی پیا اور دل ہی دل میں کہا کہ میں اسی جگہ رہوں گا یہاں تک کہ اللہ تعالی آسانی پیدا فرما دے یا موت دے دے۔

پھر جب شام ہوئی، سورج غروب ہوا، رات تاریک ہو گئی تو میں نے سنا کہ کوئی کہنے والا بجلی کی طرح گرج دار آواز میں کہہ رہا ہے: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہی بادشاہ، قوت و غلبے اور بخشش والا ہے محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اس کے پیارے، برگزیدہ اور منتخب

رسول ہیں، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ یار غار ہیں، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فاتحِ امصار ہیں، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بہترین ہم سایہ ہیں، حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم کافروں کے دانت کھٹے کرنے والے ہیں۔ اصحاب رسول برگزیدہ اور نیک ہیں۔ اللہ انھیں عذاب دوزخ سے بچائے، ان کی شان میں گستاخی کرنے والے پر اللہ کی لعنت ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے جو بہت برا ٹھکانہ ہے۔

اسے سن کر میرا دل اچاٹ ہو گیا اور میری نیند اڑ گئی۔ پھر وہ آواز بند ہو گئی، آدھی رات میں پھر وہی آواز آئی، پھر جب صبح ہوئی تیسری مرتبہ وہی آواز سنائی دی، پھر جب صبح ہو گئی اور سورج طلوع ہوا تو میں نے سمندر میں تیرتے ہوئے ایک دوشیزہ کے سر کی صورت دیکھی اس سے پہلے اتنی حسین صورت نہیں دیکھی تھی، بالوں نے اسے ڈھانپ رکھا تھا، اب میں اس صورت کے سامنے تھا وہ کہہ رہی تھی:

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ بندوں سے قریب اور ان کی دعائیں قبول کرنے والا ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے پیارے اور برگزیدہ رسول ہیں، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے سچے رفیق ہیں، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ شجاعت و بہادری میں مثل آہن ہیں، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ظلماً شہید ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ پیکر صبر ورضا ہیں۔

پھر وہ صورت میرے قریب ہونے لگی یہاں تک کہ پانی سے نکل کر بالکل قریب آگئی۔ میں نے دیکھا کہ اس کا سر دوشیزہ کے سر کی طرح، اس کی گردن شتر مرغ کی گردن کی طرح، اس کا جسم مچھلی کی طرح اور اس کی پنڈلیاں بیل کی پنڈلیوں جیسی تھیں۔ اس نے مجھ سے پوچھا تیرا دین کیا ہے؟ میں نے کہا: نصرانیت، اس نے کہا: تجھ پر افسوس!

یقیناً اللہ کے نزدیک حقانیت اور رواداری والا دین تو اسلام ہی ہے، اسلام قبول کر لے ورنہ ہلاک ہو جائے گا، تو نیک مسلمانوں کے جزیرے میں ٹھہرا ہے، ان سے وہی بچتا ہے جو محمد ﷺ کے دین مذہب، روش اور طریقے پر ہو۔ میں نے کہا: ”أشهد أن لا إله إلا الله وأن محمدا عبده ورسوله“ پھر اس نے کہا کہ اپنے اسلام کی تکمیل کرو، میں نے پوچھا: وہ کیسے؟ اس نے کہا حضرت ابو بکر و عمر، عثمان و علی اور دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کے لیے دعاے رحمت کر کے، اگر ایسا نہیں کروگے تو تمہارا اسلام لانا صحیح نہیں ہو گا۔ چناں چہ میں نے اس کے کہنے کے مطابق عمل کیا۔

میں نے پوچھا کہ وہ آواز جو رات میں تین مرتبہ سننے میں آئی تھی کس کی تھی؟ اس نے بتایا کہ وہ سمندر کے بادشاہ (تیّار) کی تھی، خلق خدا میں ہماری تعداد بہت زیادہ ہے، تو نے ہم سے جو کچھ سنا ہم اسی پر مامور ہیں، میں نے کہا کہ میں اس جگہ پر دیسی ہوں اور میرا حق واجب ہے۔ اس نے کہا: کیا اپنے ملک جانا چاہتے ہو؟ میں نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا کہ ابھی یہاں سے ایک کشتی گزرے گی، ہم اسے روک لیں گے، جبھی سمندر میں چلتی ہوئی ایک بادبانی کشتی نظر آئی، اچانک کشتی رک گئی اور انھوں نے بادبان گرا دیے، کشتی سوار حیرت میں پڑ گئے، انھیں سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آخر معاملہ کیا ہے؟ جبھی میں نے ان کی طرف اشارہ کیا، مجھے دیکھ کر انھوں نے ایک چھوٹی کشتی سمندر میں ڈال دی اور اس پر بٹھا کر مجھے لے گئے، میں نے انھیں اپنے واقعے سے آگاہ کیا، کشتی میں بارہ سے زائد عیسائی سوار تھے، وہ سب میرے ہاتھ پر مسلمان ہو گئے۔ یہی واقعہ میرے اسلام لانے کا سبب ہوا۔

(٢٧)حضرت علی، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم کی شان میں گستاخی کرنے والے کے خلاف حضرت سعد بن ابی وقاص کی دعا: حضرت عامر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (٦٣) سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہیں جارہے تھے جبھی آپ کا گزر ایک شخص کے پاس سے ہوا جو حضرت علی، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم کو گالیاں دے رہا تھا، آپ نے اس سے فرمایا: إِنَّكَ لَتَشْتُمُ قَوْمًا قَدْ سَبَقَ لَهُمْ مِنَ اللهِ مَا سَبَقَ وَاللهِ لَتَكُفَّنَّ عَنْ شَتْمِهِمْ أَوْ لَأَدْعُوَنَّ اللهُ عَلَيْكَ . تو ایسے لوگوں کو گالیاں دے رہا ہے جن کے بارے میں اللہ کی طرف سے جو (انعام واکرام) ہونا تھا ہو چکا۔ خدا کی قسم! انھیں گالیاں دینے سے باز آجاورنہ میں تیرے بارے میں بددعا کروں گا۔(٦٤)

اس شخص نے کہا کہ آپ تو اس طرح ڈرارہے ہیں جسے نبی ہیں۔

آپ نے کہا: اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ هَذَا يَسُبُّ أَقْوَامًا قَدْ سَبَقَ لَهُمْ مِنْكَ مَا سَبَقَ فَاجْعَلْهُ الْيَوْمَ نَكَالًا.

اے اللہ! یقیناً یہ ان لوگوں کو گالیاں دے رہا ہے جن کے تعلق سے تیری رحمت وغفران کی بشارت گزر چکی، تو آج اسے عبرت ناک سزا دے۔

---

(٦٣)حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں۔(سُنَن الترمذی،کتاب المناقب،باب:مناقب عبدالرحمٰن بن عوف الزهری،برقم ٣٧٤٧،٤/ ٤٨٧)
وہ دس اصحاب جن کے قطعی جنتی ہونے کی بشارت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی زندگی ہی میں سنادی تھی، اُنہیں عشرۂ مبشرہ کہتے ہیں۔

(٦٤) اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مستجاب الدعوات تھے۔ ظالم وجابر بھی آپ کی بددعا سے ڈرتے تھے۔

راوی کا بیان ہے کہ یہ کہنا تھا کہ ایک بختی اونٹنی آئی، لوگ ہٹ گئے، اس نے اس شخص کو روند ڈالا۔ (٦٥) راوی کا بیان ہے کہ میں نے لوگوں کو حضرت سعد رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے پیچھے چلتے ہوئے دیکھا وہ کہہ رہے تھے کہ اے ابو اسحاق (سعد)! اللہ نے آپ کی دعا قبول کر لی۔ (٦٦)

(۲۸) اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا پر تہمت لگانے والے شخص سے حضرت عمار بن یاسر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی ناراضگی: حضرت غریب بن حُمَید رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا پر تہمت لگائی (٦٧) تو حضرت عمار بن یاسر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے چلے اور فرمایا: اِجْلِسْ مَقْبُوحًا مَنْبُوحًا أَنْتَ الَّذِي تَقَعُ فِيْ حَبِيبَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَاللهِ إِنَّهَا

(٦٥) ایمان کا تقاضا یہی ہے کہ ایک مسلمان کسی صحابی کی ادنیٰ گستاخی کو بھی برداشت نہ کرے اگر گستاخی سن کر اس کے اندر رنج و غم بھی پیدا نہ ہو تو سمجھ لو کہ اس کا ایمان سرد ہو چکا ہے۔ صحابیٔ رسول حضرت سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے اپنے عمل میں ہمیں بتا دیا کہ ایمان والا کسی صحابی کی بھی گستاخی کو برداشت نہ کرے۔

(٦٦) المعجم الكبير للطبراني، من سعد بن أبي وقاص ووفاته رضي الله عنه، برقم:٣٠٧، ١/ ١٤٥

دلائل النبوة للبيهقي، باب ماجاء في دعاء رسول الله صلى الله علبه وسلم لسعد بن أبى وقاص....إلخ، ٦/ ١٩٠

تاريخ مدينه دمشق، سعد بن مالك أبي وقاص...إلخ، ٢٠/ ٣٤٨

(٦٧) حضرت اُم المؤمنین صدیقہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کی شانِ پاک میں قذف جیسی ناپاک تہمت لگانا یقیناً کفر ہے۔ (بہارِ شریعت، کتاب السیر، مرتد کا بیان، ۲/ الف/ ۴۶۳)

لَزَوْجُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ.(٦٨)

تو بیٹھارہ، تجھ پر لعنت ہو، تجھے برا بھلا کہا جائے(٦٩)، تو رسول خدا کی پیاری زوجہ پر تہمت لگاتا ہے۔ اللہ کی قسم! وہ دنیا اور آخرت دونوں میں ان کی زوجہ ہیں۔

گستاخان صحابہ سے متعلق ائمہ کرام کے ارشادات

(۲۹) صحابۂ کرام کی عداوت اعمالِ حسنہ کو اکارت(۷۰) کر دیتی ہے: حضرت حسن بن ربیع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو الاحوص رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے

---

(٦٨) سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب من فضل عائشة رضی الله عنها، برقم:٣٨٨٨، ٤/ ٥٤٥، وفيه: عن عمرو بن غالب أن رجلا قال من عائشة عند عمار بن ياسر فقال: أغرب مقبوحاً منبوحاً أتؤذي حبيبة رسول الله صلى الله عليه وسلم

فضائل الصحابة للإمام أحمد، كتاب فضائل الصحابة، فضائل عائشة أم المؤمنين رضى الله عنها....إلخ، برقم: ١٦٣١، ٢/ ١١٥٥

مسند بن الجعد، الجزء العاشر من حديث أبى الحسن على....إلخ، برقم:٢٥٣٥، ص ٣٦٨

حلية الأولياء، عائشة زوج رسول الله صلى الله عليه وسلم، ٢/ ٤٩

دلائل النبوة للبيهقي، باب ماجاء في دعاء رسول الله صلى الله علبه وسلم لسعد بن أبى وقاص....إلخ، ٦/ ١٩٠

تاريخ مدينه دمشق، سعد بن مالك أبي وقاص...إلخ، ٢٠/ ٣٤٨

(٦٩) حضرت عمار بن یاسر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے فرمان کے مطابق ہر اس شخص کو بُرا بھلا کہا جائے جو اُم المؤمنین حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا پر تہمت لگائے کیونکہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کی براَت قرآنِ کریم میں نازل ہوئی ہے اور تہمت لگانے والا دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

(٧٠) یعنی برباد

سنا: لَوْ أَنَّ الرُّومَ أَقْبَلَتْ مِنْ مَوْضِعِهَا يَعْنِي تَقْتُلُ مَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَتُقْبِلُ حَتَّى تَبْلُغَ النُّخَيْلَةَ ثُمَّ خَرَجَ رَجُلٌ بِسَيْفِهِ فَاسْتَنْقَذَ مَا فِي أَيْدِيهَا وَرَدَّهَا إِلَى مَوْضِعِهَا وَلَقِيَ اللهَ وَفِي قَلْبِهِ شَيْءٌ عَلَى بَعْضِ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَأَيْنَا أَنَّ ذَلِكَ يَنْفَعُهُ.

اگر رومی اپنی جگہ سے قتل و قتال کرتے ہوئے آگے بڑھیں اور آگے بڑھتے رہے یہاں تک کہ وہ مقام نُخَیلہ تک پہنچ جائیں، پھر ایک شخص تلوار لے کر نکلے اور ان کے قبضے میں جو کچھ ہے چھڑا لے اور انھیں ان کی جگہ واپس کر دے لیکن وہ اس حالت میں اللہ تعالی سے ملاقات کرے کہ اس کے دل میں صحابۂ کرام کے متعلق تھوڑا بھی بغض و کینہ ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ جہاد وغیرہ عمل اسے نفع نہ پہنچائے گا۔

(۳۰) صحابۂ کرام کی گستاخی در حقیقت رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی گستاخی ہے:

حضرت ابو عبد اللہ مصعب رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کا بیان ہے کہ مجھ سے امیر المومنین (ابو عبد اللہ محمد بن منصور عباسی) نے کہا: کہ آپ صحابۂ کرام کی شان میں گستاخی کرنے والوں کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ میں نے کہا: امیر المومنین! ایسے لوگ بد دین ہیں۔ انھوں نے کہا کہ میرے علم میں آپ کے سوا کسی نے یہ بات نہیں کہی، یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ میں نے کہا: إِنَّمَا هُمْ قَوْمٌ أَرَادُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَجِدُوا أَحَدًا مِنَ الْأُمَّةِ يُتَابِعُهُمْ عَلَى ذَلِكَ فِيهِ فَشَتَمُوا أَصْحَابَهُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَا أَقْبَحَ بِالرَّجُلِ أَنْ يَصْحَبَ صَحَابَةَ السُّوءِ فَكَأَنَّهُمْ قَالُوا رَسُولُ اللهِ صَحِبَ صَحَابَةَ السُّوءِ، فَقَالَ لِي مَا أَرَى الْأَمْرَ إِلَّا كَمَا قُلْتَ.

یہ ایسے لوگ ہیں جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنا چاہی لیکن انھیں امت میں کوئی ایسا شخص نہ ملا جو اس سلسلے میں ان کی موافقت کرتا، تو یہ صحابۂ کرام ہی کو برا بھلا کہنے لگے۔

اے امیر المومنین! وہ آدمی کتنا برا ہے جو بروں کی صحبت میں رہے تو گویا ان لوگوں نے (صحابہ کو برا بھلا کہہ کر یہ) کہا کہ رسول اللہ ﷺ بری صحبت میں رہے (لہذا وہ بھی برے ہیں)، یہ سن کر امیر المومنین نے مجھ سے کہا کہ میری بھی وہی رائے ہے جو آپ کی ہے۔ (۷۱)

(۳۱) شیخین کے گستاخ کو سخت سزا دی جائے: حضرت سعید بن عبد الرحمن بن ابزیٰ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے والد (۷۲) سے پوچھا کہ آپ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گستاخ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

انھوں نے فرمایا کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ میں نے پوچھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گستاخ کے بارے میں؟ فرمایا اسے بھی قتل کر دیا جائے۔

(۳۲) صحابی سے کینہ و حسد رکھنے والے کا مالِ فے (۷۳) میں کوئی حصہ نہیں:

حضرت سوار بن عبد اللہ عنبری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھ سے میرے والد (۷٤)

---

(۷۱) تاریخ بغداد، ذکر مفاريد من أسماء أباء العبادلة، عبد الله بن مصعب أبو بكر الأسدي، ۸/ ۲۲۰

(۷۲) تقريب التهذيب، حرف العين، ذكر من أسمه عبد الرحمن، برقم: ۳۷۹٤، ص٤٤۹

(۷۳) یعنی بغیر جنگ کے دشمنوں سے حاصل ہونے والا مال

نے بتایا کہ حضرت امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو کسی صحابی کی تنقیص کرے یا اس کے دل میں صحابی کے تعلق سے کچھ بھی بغض و کینہ ہو اس کا مسلمانوں کے مالِ فے میں حق نہیں پھر ان آیات کریمہ کی تلاوت کی: " مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِى الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ؕ وَ مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَ مَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا وَّ يَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝ وَ الَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَ الْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَ لَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَ يُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ؕ وَ مَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَ الَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَ لَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ "[الحشر: ۷-۱۰]

اللہ نے اپنے رسول کو شہر والوں سے جو غنیمت دلائی وہ اللہ کی اس کے رسول کی، (رسول کے) قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کی ہے تاکہ وہ تم میں سے (صرف) مال داروں کے درمیان گردش نہ کرتی رہے، اور رسول جو تم کو دیں لے لو اور جس سے تم کو روکیں، رک جاؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔ (یہ اموال) ان فقرا مہاجرین کے لیے ہیں جنھیں بے گھر کر دیا گیا اور ان کے

---

(۷٤) یہ عبد اللہ بن سوّار ابن عبد اللہ بن قدامہ عنبری اپنے وقت کے قاضی اور ثقہ تھے۔

تقريب التهذيب، حرف العين، ذكر من أسمه عبد الرحمن، برقم: ٣٣٧٦، ص ٤٠٠

اموال سے بے دخل کر دیا گیا، وہ اللہ کے فضل اور اس کی رضا کے طلب گار ہیں اور اللہ (کے دین) اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں، وہی لوگ سچے ہیں، اور (یہ اموال) ان لوگوں کے لیے ہیں جو دار ہجرت اور ایمان میں ان سے پہلے جگہ بنا چکے ہیں اور وہ ان سے محبت کرتے ہیں جو ان کی طرف ہجرت کر کے آئے اور وہ اپنے دلوں میں اس چیز کی کوئی طلب نہیں پاتے جو ان مہاجرین کو دی گئی ہے اور وہ دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انھیں سخت ضرورت ہو، اور جن کو ان کے نفس کے بخل سے بچایا گیا وہی لوگ کامیاب وکامران ہیں۔ اور (یہ اموال) ان کے لیے ہیں جو ان کے بعد آئے اور کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں معاف فرما اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کے لیے کینہ نہ رکھ، اے ہمارے رب یقیناتو بڑا مہربان اور رحم فرمانے والا ہے۔

لہٰذا جو صحابۂ کرام کی تنقیص کرے یا اس کے دل میں ان کے تعلق سے بغض وکینہ ہو اس کا مالِ فے میں کوئی حق نہیں۔(۷۵)

---

(۷۵) حلية الأولياء، مالك بن انس، ٦/ ٢٨٣

السنن الكبرى للبيهقى، كتاب قسم الفيء والغنيمة، جماع أبواب تفريق....إلخ، باب ماجاء في ترتيبهم، ٦/ ٦٠٤-٦٠٥

کسی صحابی کے ساتھ سوءِ عقیدت بدمذہبی وگمراہی واستحقاقِ جہنم ہے کہ وہ حضورِ اقدس ﷺ کے ساتھ بغض ہے، ایسا شخص رافضی ہے اگرچہ چاروں خلفا کو مانے اور اپنے آپ کو سنی کہے مثلاً حضرت امیرِ معاویہ اور اُن کے والدِ ماجد حضرت ابوسفیان اور والدۂ ماجدہ حضرت ہند، اسی طرح حضرت سیّدنا عَمرو بن عاص و حضرت مغیرہ بن شعبہ و حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم، حتیٰ کہ حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنہوں نے قبلِ اسلام حضرت سیّدنا سیّد الشہدا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا اور بعدِ اسلام اَخبث الناس خبیث مسیلمہ کذّاب ملعون کو واصلِ جہنم

(۳۴) حضرت ابو عروہ کا بیان ہے کہ ہم حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھے، صحابۂ کرام کی تنقیص کرنے والے شخص کی بات چلی تو امام مالک رضی اللہ عنہ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا ؗ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۖۛ وَ مَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚ۫ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ" [الفتح:۲۹]

یعنی محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور ان کے اصحاب کفار پر بہت سخت اور آپس میں نرم دل ہیں، (اے مخاطب!) تو ان کو رکوع اور سجود کرتے ہوئے دیکھتا ہے۔ وہ اللہ کا فضل اور اس کی رضا طلب کرتے ہیں، سجدوں کے اثر سے ان کے چہروں پر نشانی ہے، ان کی یہ صفات تورات میں ہے اور انجیل میں ان کی صفت یہ ہے کہ جیسے ایک کھیتی ہو جس نے اپنی کونپل نکالی پھر اس نے طاقت پکڑی پھر وہ موٹی ہو گئی پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہو گئی، کاشت کاروں کو بھلی لگی تاکہ (ان کی یہ صفت) کافروں کے دل جلائے۔

پھر حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جس شخص کے دل میں کسی بھی صحابیِ رسول کے تعلق سے بغض و عداوت ہو یہ آیت کریمہ اس پر منطبق ہوتی

کیا۔ وہ خود فرمایا کرتے تھے: میں نے خیر الناس وشر الناس کو قتل کیا، ان میں سے کسی کی شان میں گستاخی، تبرّا ہے اور اس کا قائل رافضی، اگرچہ حضراتِ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی توہین کے مثل نہیں ہو سکتی کہ ان کی توہین بلکہ ان کی خلافت سے انکار ہی فقہائے کرام کے نزدیک کفر ہے۔ (بہارِ شریعت، امامت کا بیان، عقیدہ نمبر ۷، ۱/ ۲۵۲-۲۵۳)

ہے۔(۷٦)

حدیث پاک میں رافضیوں کا ذکر اور ان کا حکم

(۳۴)حضرت یعقوب بن حُمَید رضی اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت سفیان بن عُیَیْنَہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ امیر المومنین ہارون رشید حج کے لیے نکلے تو مجھے طلب کیا اور کہا کہ اے سفیان! ابو معاویہ ضریر نے "عن ابی جناب الکلبی عن ابی سلیمان الھمدانی عن علي بن ابی طالب عن النبی ﷺ" کی سند سے مجھ سے یہ حدیث بیان کی کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:سَیَکُونُ بَعْدِي قَوْمٌ لَهُمْ نَبَزٌ یُسَمَّوْنَ الرَّافِضَةَ وَآيَةُ ذَلِكَ أَنَّهُمْ يَسُبُّونَ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ فَإِذَا وَجَدْتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ فَإِنَّهُمْ مُشْرِكُونَ.

"میرے بعد کچھ ایسے لوگ آئیں گے جن کا لقب رافضی(۷۷) ہو گا، اور ان کی

---

(۷٦) حلية الأولياء، مالك بن انس، ٦/ ٢٨٣

تفسير إبن كثير، سورة الفتح، تحت الاية ٢٩، ٤/ ٢٥٤

(۷۷) صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں یہ فرقہ نہایت گستاخ ہے، یہاں تک کہ اُن پر سبّ و شتم(یعنی لعن طعن)ان کا عام شیوہ ہے، بلکہ باستثنائے چند سب کو معاذ اللہ کافر و منافق قرار دیتا ہے۔ حضرات خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی "خلافتِ راشدہ" کو خلافتِ غاصبہ کہتا ہے اور مولیٰ علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے جو اُن حضرات کی خلافتیں تسلیم کیں اور اُن کے مدائح و فضائل بیان کیے، اُس کو تقیہ و بُزدلی پر محمول کرتا ہے۔ کیا معاذاللہ! منافقین و کافرین کے ہاتھ پر بیعت کرنا اور عمر بھر اُن کی مدح و ستائش سے رطب اللسان رہنا شیر خدا کی شان ہو سکتی ہے...؟! سب سے بڑھ کر یہ کہ قرآنِ مجید اُن کو ایسے جلیل و مقدّس خطابات سے یاد فرماتا ہے، وہ تو وہ، اُن کے اتباع کرنے والوں کی نسبت فرماتا ہے: کہ اللہ اُن سے راضی، وہ اللہ سے راضی۔ کیا کافروں، منافقوں کے لیے اللہ عزوجل کے ایسے ارشادات ہو سکتے ہیں...؟! پھر نہایت شرم کی بات ہے کہ مولیٰ علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم تو اپنی صاحبزادی فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے نکاح میں دیں

پہچان یہ ہوگی کہ وہ ابو بکر و عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا کی شان میں گستاخی کریں گے، لہٰذا جب تم انھیں پاؤ تو ان کی گردنیں مار دو کیوں کہ وہ مشرک ہیں۔''

میں نے کہا: اے امیر المومنین! انھیں قرآن کے حکم سے قتل کیجیے، انھوں نے کہا اے ابو سفیان! قرآن میں رافضیوں کا ذکر کہاں ہے؟

میں نے کہا: اعوذ بالسمیع العلیم من الشیطان الرجیم:

''مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا٘ سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ ۛۚ وَ مَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ ۛ۫ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْــٴَـهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ'' [الفتح:۲۹]

یعنی محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور ان کے اصحاب کفار پر بہت سخت اور آپس میں نرم دل ہیں، (اے مخاطب!) تو ان کو رکوع اور سجود کرتے ہوئے دیکھتا ہے۔ وہ اللہ کا فضل اور اس کی رضا طلب کرتے ہیں، سجدوں کے اثر سے ان کے چہروں پر نشانی ہے، ان کی یہ صفات تورات میں ہے اور انجیل میں ان کی صفت یہ ہے کہ جیسے ایک کھیتی ہو جس نے

اور یہ فرقہ کہے: تقیۃً ایسا کیا۔ کیا جان بوجھ کر کوئی مسلمان اپنی بیٹی کافر کو دے سکتا ہے...؟! نہ کہ وہ مقدس حضرات جنھوں نے اسلام کے لیے اپنی جانیں وقف کر دیں اور حق گوئی اور اتباع حق میں (لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ) کے سچے مصداق تھے۔ پھر خود حضور سید المرسلین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی دو شہزادیاں یکے بعد دیگرے حضرت عثمان ذی النورین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے نکاح میں آئیں اور صدیق و فاروق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا کی صاحبزادیاں شرفِ زوجیت سے مشرف ہوئیں۔ کیا حضور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کے ایسے تعلقات جن سے ہوں، اُن کی نسبت وہ ملعون الفاظ کوئی ادنی عقل والا ایک لمحہ کے لیے جائز رکھ سکتا ہے...؟! ہر گز نہیں!، ہر گز نہیں!۔ (بہار شریعت، رافضیوں کے عقائد، حصّہ اوّل، ۱/ ۲۰۵ تا ۲۰۹)

اپنی کونپل نکالی، پھر اس نے طاقت پکڑی، پھر وہ موٹی ہو گئی، پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہو گئی، کاشت کاروں کو بھلی لگی تاکہ (ان کی یہ صفت) کافروں کے دل جلائے۔

میں نے کہا: اے امیر المومنین! جس سے بھی صحابۂ کرام ناراض ہوں وہ کافر ہے۔

(۳۵) شیخین کی شان میں گستاخی کرنے والا سب سے بڑا فسادی: حضرت ابو القاسم عبد اللہ بن احمد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت اسماعیل بن قاسم کی زبانی سنی کہ مجھ سے عبد اللہ بن سلیمان نے پوچھا اے اسماعیل! آپ حضرت ابو بکر و عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمَا کی شان میں گستاخی کرنے والے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ میں نے کہا کہ اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا، اگر توبہ کرلے تو بہتر ہے ورنہ اس کی گردن ماردی جائے گی۔

انھوں نے کہا کہ آپ یہ بات کہاں سے کہہ رہے ہیں؟ میں نے کہا: کتاب اللہ کی آیت سے۔

انھوں نے کہا: کتاب اللہ کی آیت سے! میں نے کہا: ہاں۔

انھوں نے کہا کتاب اللہ میں کہاں ہے؟ میں نے کہا اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: ”اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیۡنَ یُحَارِبُوۡنَ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ وَ یَسۡعَوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ فَسَادًا اَنۡ یُّقَتَّلُوۡۤا“ [المائدہ: ۳۳]

یعنی اللہ ورسول سے جنگ کرنے والوں اور روے زمین میں فساد کی کوشش کرنے والوں کا بدلہ یہی ہے کہ انھیں قتل کر دیا جائے۔

اور زمین میں حضرت ابو بکر و عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمَا کی شان میں گستاخی سے بڑھ کر کوئی فساد

نہیں ہو سکتا ہے۔ یہ سن کر انھوں نے مجھ سے کہا: اے اسماعیل! آپ کی بات صحیح ہے۔

(۳۶) شیخین کے گستاخ کو کلمہ نصیب نہیں ہوتا: حضرت عبد الملک بن عمیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ کوفہ میں ایک شخص تھا جو مردے کو کفن دیتا تھا، ایک شخص کی موت ہو گئی اسے بتایا گیا، تو وہ کفن لے کر چل پڑا یہاں تک کہ میت کے پاس پہنچا جو ڈھکی ہوئی تھی، مردے نے سانس لی اور اپنے چہرے سے کپڑا ہٹا کر کہنے لگا: ''غَرُّونِي أَهْلَكُونِي، النَّارَ، النَّارَ'' لوگوں نے مجھے دھوکہ دیا، مجھے تباہ کر دیا، مجھے آگ سے بچاؤ، مجھے آگ سے بچاؤ۔

میں نے اس سے کہا کہ ''لا إله إلا الله '' کہو۔ اس نے کہا میں نہیں کہہ سکتا، پوچھا: کیوں؟ اس نے کہا کیوں کہ میں حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی شان میں گستاخی کیا کرتا تھا۔ (۷۸)

(۳۷) شیخین پر تبرا کرنے والے کا انجام: حضرت خلف بن تمیم کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو الحضیب بشیر کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں ایک دولت مند تاجر تھا اور کسری کے شہر ''مدائن'' میں رہتا تھا، یہ ابن ہبیرہ کے زمانے کی بات ہے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مزدور نے آکر مجھے بتایا کہ مدائن کے ایک مسافر خانے میں ایک شخص کی موت ہو گئی ہے، اس کے پاس کفن نہیں ہے، یہ سن کر میں چل پڑا

---

(۷۸) حضراتِ شیخین یعنی (حضرت ابو بکر و عمر) رضی اللہ عنہما کی شان پاک میں سبّ و ستم کرنا (اظہارِ بیزاری کرنا) یا حضرت صدیق کی صحبت یا امامت یا خلافت کا انکار کرنا کفر ہے۔ (الفتاویٰ الهندية، كتاب السير، الباب التاسع فی أحكام المرتدين، ۲/ ۲٦٤)

یہاں تک کہ مسافر خانے میں پہنچ گیا، تو مجھے ایک میت کے پاس لے جایا گیا جو کپڑے سے ڈھکی ہوئی تھی، اس کے پیٹ پر ایک اینٹ تھی، اس کے پاس اس کے ساتھیوں کی ایک جماعت تھی، انھوں نے مجھے اس کی عبادت اور بزرگی کے بارے میں بتایا، تو میں نے کفن وغیرہ خریدنے کے لیے ایک شخص کو بھیجا، اور گورکن کو قبر کھودنے کے لیے بھیجا، ہم نے اس کے لیے اینٹوں کا انتظام کیا اور غسل دینے کے لیے پانی گرم کرنے لگے، اسی درمیان وہ اٹھ بیٹھا اور اس کے پیٹ سے اینٹ گر گئی اور وہ چلانے لگا: ہائے تباہی! ہائے بربادی! ہائے آتش جہنم! یہ دیکھ کر اس کے ساتھی اس سے دور ہو گئے، میں نے اس کے قریب جا کر اس کا بازو پکڑ کر ہلایا اور پوچھا: تم نے کیا دیکھا؟ کیا بات ہے؟ اس نے بتایا کہ میں کوفہ کے مشایخ کی صحبت میں رہا کرتا تھا، انھوں نے مجھے اپنے دین میں داخل کر لیا جس میں حضرت ابو بکر و عمر کی شان میں گستاخی اور تبرا کیا جاتا تھا، میں نے کہا: استغفر اللہ، دوبارہ ایسا مت کرنا۔ اس نے جواب دیا: وَمَا يَنْفَعُنِي وَقَدِ انطلق بي إلى مدخلي النَّارِ وَرَأَيْتُهُ وَقِيلَ إِنَّكَ سَتَرْجِعُ إِلَى أَصْحَابِكَ فَتُحَدِّثُهُمْ بِمَا رَأَيْتَ ثُمَّ تَعُودُ إِلَى حَالِكَ.

مجھے فائدہ نہ ہو گا کیوں کہ مجھے جہنم میں میرے ٹھکانے تک لے جایا گیا میں نے اسے دیکھا اور مجھ سے کہا گیا کہ تم اپنے ساتھیوں کے پاس واپس جاؤ اور جو کچھ تم نے دیکھا ہے انھیں بتاؤ پھر اپنی حالت پر لوٹ آنا۔

جیسے ہی اس کی بات پوری ہوئی وہ مردہ ہو کر گر پڑا۔ پھر میں نے انتظار کرتا رہا

یہاں تک کہ کفن لایا گیا میں نے کفن لے لیا اور کھڑے ہو کر کہا کہ میں نہ تو اسے کفن دوں گا نہ غسل اور نہ ہی اس کی نماز جنازہ پڑھوں گا، پھر واپس چلا آیا، بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ جو لوگ اس کے ساتھ تھے۔ اسی کے ہم خیال تھے اور اس کے غسل، دفن اور نماز جنازہ کے ذمہ دار تھے۔ حضرت خلف کا بیان ہے کہ میں نے کہا اے ابو الحظیب! یہ بات جو آپ نے بتائی اس وقت آپ حاضر تھے؟ انھوں نے فرمایا کہ میری نگاہوں نے اسے دیکھا، میرے کانوں نے اسے سنا اور میں اسے لوگوں تک پہنچاؤں گا۔(۷۹)

(۳۸) حضرت ولید بن شجاع بن ولید سکونی کا بیان ہے کہ میرے والد نے مجھے بتایا کہ میں نے حضرت خلف بن حوشب کو فرماتے ہوئے سنا کہ مدائن میں ایک شخص کا انتقال ہو گیا تو جب اسے کپڑے سے ڈھانپ دیا گیا تو کپڑے میں حرکت ہوئی، پھر اس نے ہاتھ سے اسے ہٹایا اور کہنے لگا: ”قَوْمٌ مُخَضَبَّةٌ لِحَاهُمْ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ يَعْنِي مَسْجِدَ الْمَدَائِنِ يَلْعَنُونَ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَيَتَبَرَّءُونَ مِنْهُمَا الَّذِينَ جَاءُونِي يَقْبِضُونَ رُوحِي يَلْعَنُونَهُمْ وَيَتَبَرَّءُونَ مِنْهُمْ.“

یعنی مدائن کی مسجد میں رنگین داڑھی والے کچھ لوگ حضرت ابو بکر وعمر رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا کی شان میں گستاخی اور تبرا کرتے ہیں، جو فرشتے میری روح قبض کرنے آئے ہیں وہ ان پر لعنت کر رہے ہیں اور ان سے بیزاری کا اظہار کر رہے ہیں۔

---

(۷۹) شرح الصدور، باب من يحضر الميت من الملائكة وغيرهم، ص ۷۸-۷۹

میں نے کہا: اے فلاں! لگتا ہے تو بھی اس میں کچھ مبتلا ہے؟ اس نے کہا: استغفر اللہ، استغفر اللہ، پھر ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ کنکریوں سے مار رہا ہو۔(۸۰)

(۳۹) شیخین کا گستاخ خنزیر بن گیا: محیاہ تیمی کہتے ہیں کہ قبیلۂ عک کے موذن نے مجھ سے بیان کیا کہ میں اپنے چچا کے ساتھ مکران گیا تھا، ہمارے ساتھ ایک شخص اور تھا جو حضرت ابو بکر و عمر رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا کی شان میں گستاخی کرتا تھا، ہم نے اسے منع کیا لیکن وہ باز نہ آیا، پھر ہم نے کہا کہ ہم سے الگ ہو جاؤ۔ چناں چہ وہ الگ ہو گیا۔ جب روانگی کا وقت قریب آیا تو ہمیں ندامت ہوئی، میں نے کہا کہ کاش وہ کوفہ واپس جانے تک ہمارے ساتھ رہتا، پھر اس کے ایک غلام کی ہم سے ملاقات ہوئی ہم نے اس سے کہا کہ اپنے آقا سے کہہ دینا کہ ہمارے پاس واپس آجائے۔ اس نے کہا کہ میرے آقا کے ساتھ ایک بہت بڑا حادثہ پیش آگیا ہے، اس کے دونوں ہاتھ خنزیر کے ہاتھوں کی طرح ہو گئے ہیں۔

راوی کا بیان ہے کہ ہم نے اس کے پاس جاکر کہا کہ ہماری طرف لوٹ آؤ، اس نے کہا کہ میرے ساتھ ایک بڑا حادثہ ہو گیا ہے، پھر اس نے اپنے دونوں ہاتھ نکالے، میں نے دیکھا کہ وہ خنزیر کے ہاتھوں کی طرح ہو گئے ہیں، پھر وہ ہمارے ساتھ ہو گیا یہاں تک کہ ہم شہر سے متصل ایک گاؤں پہنچے جہاں بہت سے خنزیر تھے، جب اس نے انھیں دیکھا تو ایک زور دار چیخ ماری اور اچھل پڑا، اس کی صورت خنزیر کی طرح ہو گئی پھر وہ ہم سے روپوش ہو گیا اور ہم اس کے غلام اور سازوسامان کے ساتھ کوفہ چلے آئے۔

---

(۸۰) من عاش بعد الموت فی ضمن مجموع رسائل ابن أبی الدّنیا، ٦ / ٢٧٦

(۴۰) شیخین کے گستاخ کو خواب میں ذبح کر دیا گیا: حضرت ایوب بن حسن فقیہ فرماتے ہیں کہ مردک نے جو کہ ثقہ راوی ہیں مجھ سے بیان کیا کہ وہ سبز چادروں کے تاجر تھے، وہ فرماتے ہیں کہ مقام اہواز میں میں نے ایک صاحبِ اقتدار اور بارُعب شخص سے چادریں بیچیں، پھر اس کے پاس روپیوں کا تقاضا کرنے کے لیے گیا، اس کے سامنے حضرت ابو بکر و عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمَا کا ذکر آیا تو اس نے انھیں برا بھلا کہا، اس کے رعب و دبدبے نے مجھے جواب دینے سے باز رکھا، میں نے رنج و غم میں رات گزار دی، اسے اللہ ہی خوب جانتا ہے، پھر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کو خواب میں دیکھا، میں نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ حضرت ابو بکر و عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمَا کو گالی دیتا ہے، آپ نے فرمایا: یہ؟ میں نے عرض کیا جی یہ، پھر آپ نے فرمایا: یہ؟ اٹھو اسے لٹا دو، میں نے اٹھ کر اسے لٹا دیا، پھر فرمایا: اسے ذبح کر دو، میری نگاہ میں اسے ذبح کرنا بھاری معلوم ہوا، آپ نے تین مرتبہ فرمایا: اٹھو، اسے ذبح کر دو۔ میں نے اٹھ کر اس کی گردن پر چھری چلا دی اور اسے ذبح کر دیا، جب صبح ہوئی تو میں نے کہا کہ خدا کی قسم! میں اس کے پاس جا کر یہ خواب بیان کروں گا۔ جب میں اس کے گھر کے دروازے کے قریب پہنچا، گھر کے اندر سے واویلا اور چینخ و پکار کی آواز سنی۔ میں نے کہا یہ چیخ و پکار کیسی ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ فلاں شخص آدھی رات میں ذبح کر دیا گیا، میں نے کہا کہ اسے میں نے ہی رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کے حکم سے ذبح کیا ہے، پھر اس کا لڑکا میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ یہ بات ہمارے درمیان پوشیدہ رکھیں۔

اور یہ مشہور واقعہ ہے عبد اللہ بن یزید انصاری نے اسے مردک سے روایت کیا

ہے۔

(۴۱)ایک گستاخ رافضی کا انجام: ابو محمد خراسانی کا بیان ہے کہ خراسان میں ایک بادشاہ تھا، اس کا ایک عبادت گزار خادم تھا، جب حج کی تیاری ہونے لگی تو اس نے اپنے آقا سے حج کی اجازت مانگی، لیکن اس نے اجازت نہ دی، خادم نے کہا کہ میں نے آپ سے اللہ ورسول کی اطاعت کی اجازت مانگی ہے، اس نے کہا: میں نہیں دیتا، میری ایک ضرورت کی ذمہ داری لے لو، اگر ایسا کروگے تو اجازت دوں گا۔ ورنہ اجازت نہیں دوں گا۔ خادم نے کہا بتائیے۔ اس نے کہا کہ میں تمھارے ہمراہ اونٹنی، باربردار اونٹ، خدّام اور کچھ لوگوں کو بھیجوں گا، جب تم روضہ رسول پہنچ جانا تو کہنا: یارسول اللہ! میرے آقا نے کہا ہے کہ میں آپ کے ساتھ آرام کرنے والے دونوں ساتھیوں سے بیزار ہوں، خادم کا بیان ہے کہ میں نے کہا کہ آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔ جب کہ میرا رب خوب جانتا ہے کہ میرے دل میں کیا تھا۔ پھر میں مدینہ منورہ پہنچا، فوراً روضۂ رسول پر حاضری دی، نبی اکرم ﷺ اور حضرت ابو بکر وعمر رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا کی بارگاہ میں سلام پیش کیا، مجھے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں یہ برا پیغام پہنچانے میں شرم آرہی تھی، پھر میں روضہ رسول کے مقابل مسجد نبوی شریف میں سو گیا، میری آنکھ لگ گئی، میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا قبر انور کی دیوار کھل گئی اور رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے، آپ سبز کپڑے زیب تن فرمائے ہوئے تھے۔ اور آپ کے سامنے مشک کی خوش بو پھوٹ رہی تھی، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کے داہنی جانب تھے، ان کے جسم پر سبز لباس تھا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بائیں جانب تھے وہ بھی سبز لباس زیب تن فرمائے ہوئے تھے، اور نبی کریم ﷺ مجھ سے فرما رہے تھے:

اے ہوشیار شخص! کیا ہوا تو نے پیغام نہیں پہنچایا؟ میں نے عرض کیا کہ مجھے آپ کے دونوں ساتھیوں کے بارے میں اپنے آقا کی بات بتانے میں شرم آرہی تھی، پھر حضور نے مجھ سے فرمایا کہ یاد رکھو، تم حج کروگے اور ان شاء اللہ بخیر وعافیت خراسان پہنچو گے۔ جب خراسان پہنچنا تو اس سے کہہ دینا کہ نبی کریم ﷺ نے تیرے بارے میں فرمایا ہے کہ اللہ ورسول اس شخص سے بے زار ہیں جو ان دونوں حضرات سے بے زار ہے۔ سمجھ گئے؟ میں نے عرض کیا: ہاں، یارسول اللہ! پھر فرمایا کہ یاد رکھنا وہ تمھارے پہنچنے کے چوتھے ہی دن مرجائے گا، سمجھے؟ میں نے عرض کیا: ہاں، پھر فرمایا کہ یاد رکھو کہ اس کے چہرے پر مرنے سے پہلے ایک پھوڑا نکلے لگا، بات سمجھ میں آئی؟ میں نے عرض کیا: ہاں یارسول اللہ! اس کے بعد میری نیند کھل گئی اور میں نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے دونوں ساتھیوں کی زیارت نصیب ہوئی اور اللہ نے مجھے بُرا پیغام پہنچانے سے بچا لیا، میں نے حج کیا اور بخیر وعافیت خراسان پہنچا اور اپنے آقا کے پاس بیش قیمت(۸۱) تحائف لے کر گیا، دو دنوں تک اس نے مجھ سے کوئی بات نہ کی، تیسرے دن پوچھا کہ تم نے میری ضرورت سے متعلق کچھ کیا؟ میں نے کہا: ہاں، اس نے کہا: پھر کیا ہوا؟ میں نے کہا: میرے آقا! آپ جواب نہیں سن سکتے، اس نے کہا: بیان تو کرو۔ میں نے سارا واقعہ بیان کر دیا، اور جب اس بات پر پہنچا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس سے جاکر کہہ دینا کہ اللہ ورسول اس شخص سے بیزار ہیں جو ان دونوں حضرات سے بے زاری کا اظہار کرے، تو اس نے ہنس کر کہا کہ ہم ان سے بے زار اور وہ ہم سے بے زار، اب سکون

---

(۸۱) یعنی قیمتی

ملا، میں نے اپنے دل میں کہا اے دشمن خدا! بہت جلد تجھے پتہ چل جائے گا، میرے پہنچنے کے چوتھے دن اس کے چہرے پر ایک تکلیف دہ پھوڑا نکلا، چناں چہ وہ ظہر کی نماز بھی نہیں پڑھ سکا کہ اس کی وفات ہو گئی اور ہم نے اسے دفن کر دیا۔

(۴۲) حضرت عبد الوہاب بن علی نے ایک شخص کے بارے میں بیان کیا کہ جب میں حج کے ارادے سے نکلا تو اس نے مجھ سے کہا کہ بارگاہ رسالت میں میرا سلام عرض کرنا اور کہنا کہ اگر آپ کے ساتھ سونے والے دونوں (حضرت ابو بکر و عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا) نہ ہوتے تو میں آپ کی زیارت کے لیے آتا۔

راوی کا بیان ہے کہ جب میں مدینہ منورہ پہنچا اور روضہ رسول کی زیارت سے فارغ ہوا تو اس کی یہ بات بیان کر دی۔ پھر خواب میں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی زیارت ہوئی، آپ نے مجھ سے فرمایا کہ یہ اُسترا دیکھو، میں نے اسے دیکھا، حضور نے اس کا وزن کیا تو مجھے معلوم ہو گیا کہ اس کا وزن کتنا ہے۔ پھر اس شخص کے پاس تشریف لے گئے جس نے پیغام بھیجا تھا اور اسے ذبح کر دیا۔

جب میں اس بستی میں آیا جہاں وہ شخص رہتا تھا تو چیخ و پکار کی آواز سنی، بستی والوں کے پاس ہتھیار تھے، میں نے پوچھا: کیا معاملہ ہے؟ انھوں نے بتایا کہ اسی رات فلاں شخص کو ذبح کر دیا گیا ہے اور اسے بنی فلاں (قبیلے کا نام لے کر کہا) نے ہی قتل کیا ہے، میں نے کہا: مجھے دکھاؤ، پھر میں اس کے پاس گیا وہ ذبح کر دیا گیا تھا اور وہ اُسترا جو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس تھا اس کے قریب رکھا ہوا تھا، میں نے اسے لے کر وزن کیا تو اس کا وزن اتنا ہی تھا جتنا حضور کے وزن کر دہ استرے کا تھا، میں نے ان لوگوں سے کہا کہ اسے نبی

کریم ﷺ نے ذبح کیا ہے اور ان سے سارا واقعہ بیان کر دیا، پھر میں نے ابو محمد سے پوچھا یہ واقعہ کہاں پیش آیا تھا؟ انھوں نے بتایا کہ عسقلان کے ساحل پر۔

(۴۳) حیّان نحوی کا بیان ہے کہ میرا ایک ساتھی تھا جو حضرت ابو بکر و عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا کو بُرا بھلا کہتا تھا، میں اسے روکتا تو وہ بھڑک جاتا، پھر میں اس کے پاس سے اٹھ کر چلا آتا، ایک روز اس نے ان دونوں حضرات کو بُرا بھلا کہا، میں ناراض ہو کر چلا آیا، اور اس کی اس بات سے میں غم زدہ ہو گیا تھا؛ کیوں کہ میں اس کا مناسب جواب نہیں دے پایا تھا۔ پھر میں سو گیا، خواب میں آقاے کائنات ﷺ کی زیارت ہوئی، ایسا لگا کہ آپ تشریف لا رہے ہیں اور آپ کے ساتھ حضرت ابو بکر و عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا ہیں، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرا ایک ساتھی ہے جو ان دونوں حضرات کے بارے میں مجھے تکلیف دیتا ہے، میں اسے روکتا ہوں تو وہ بھڑک جاتا ہے اور پہلے سے زیادہ اذیت دینے لگتا ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ ایک شخص کی طرف متوجہ ہوئے جو قریب ہی تھا اور فرمایا کہ اسے جا کر ذبح کر دو، وہ شخص چلا گیا۔

صبح ہوئی تو میں نے سوچا کہ یہ ایک خواب تھا اگر میں جا کر اس شخص کو اس کی خبر دوں گا تو شاید وہ باز آجائے۔ اس ارادے سے چل پڑا، جب اس کے دروازے کے قریب پہنچا تو چیخ و پکار سنی۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ رات میں فلاں شخص ذبح کر دیا گیا۔

(۴۴) شہد کی مکھیوں نے نوچ ڈالا: حضرت عمار بن سیف ضبی کے چچا ابو الحباب کا بیان ہے کہ ہم سمندری غزوے میں تھے، ہمارے سپہ سالار موسی بن کعب تھے، کشتی

میں ہمارے ساتھ کوفہ کا ایک شخص تھا جس کی کنیت ابو الحجاج تھی وہ حضرت ابو بکر و عمر رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا کو گالیاں دینے لگا، ہم نے اسے روکا اور منع کیا لیکن وہ باز نہ آیا، پھر ہم نے ایک سمندری جزیرے میں لنگر ڈال دیا اور نماز ظہر کی تیاری کرنے کے لیے ادھر ادھر منتشر ہو گئے، ہمارے ایک ساتھی نے آکر کہا کہ ابو الحجاج کی خبر لو، اسے شہد کی مکھیوں نے نوچ ڈالا ہے، پھر وہ ہمیں ابو الحجاج کے پاس لے گیا جو مر چکا تھا، اسے شہد کی مکھیوں نے نوچ ڈالا تھا، حضرت عبد اللہ بن مبارک نے اس واقعے میں یہ بھی اضافہ کیا کہ ابو الحباب کا بیان ہے کہ ہم نے اسے دفن کرنے کے لیے قبر کھودنی شروع کی تو زمین انتہائی سخت ہو گئی جس کی وجہ سے قبر نہ کھود سکے، پھر ہم اس پر درخت کے پتے اور پتھر ڈال کر چلے آئے۔

(۴۵) ایک رافضی کی شرارت اور اس کا انجام: قبیلہ خولان کے ایک یمنی شخص علی نے بیان کیا کہ یمنیوں کی ایک جماعت حج کے لیے آئی تو راستے میں مقام صعدہ پر ایک رافضی کے یہاں ٹھہری، جب وہاں سے کوچ کا ارادہ کیا تو اس نے کہا کہ آپ حضرات سے ایک کام ہے یہ پتھر لیتے جائیں اور اسے روضۂ رسول کے پاس ڈال دیں۔ راوی کا بیان ہے کہ وہ پتھر ایک اوقیہ کا تھا، انھوں نے وہ پتھر لے کر آٹے کی تھیلی میں رکھ لیا جب وہاں سے نکل گئے تو بولے کہ ہم اس پتھر کا کیا کریں گے اور اسے راستے ہی میں پھینک دیا، اس کے بعد ہاتف غیبی سے آواز آئی: اے امانت والے! اپنی امانت پہنچا، پھر آٹے کی تھیلی کھول کر دیکھی تو وہ پتھر اسی آٹے میں پایا، جب روضۂ رسول پہنچے تو اسے اس کے قریب ڈال دیا۔

رات میں ان میں سے ایک شخص نے خواب دیکھا کہ حضرت ابو بکر و عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا آقائے کائنات سے کہہ رہے ہیں کہ اس ملعون کو دیکھیے اس نے کس طرح ہمیں پتھر سے مارا ہے؟ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تم بھی اس کمینے، لعین کو پتھر سے مار دو۔

راوی کا بیان ہے کہ لوگوں نے مہینے کی وہ رات نوٹ کرلی، واپسی کے وقت اس کے گھر کے پاس سے گزرے، اس کی بیوی نکل کر آئی اور کہا کہ تمھیں معلوم ہے تمہارے میزبان کا کیا ہوا؟ لوگوں نے پوچھا کیا ہوا؟ بولی، موت ہوگئی، پوچھا کیسے؟ بولی پتھر سے مار کر، دریافت کیا یہ حادثہ کس رات ہوا؟ اس نے بتایا کہ فلاں مہینے کی فلاں رات کو۔ انھوں نے جو تاریخ نوٹ کی تھی دیکھا تو وہی رات تھی۔ پھر اس سے پوچھا کیا تمھارے پاس وہ پتھر ہے جس سے اسے مارا گیا؟ بولی ہاں، نکال کر دکھایا تو بعینہ وہی پتھر تھا۔

(۴۶) شیخین کو برا بھلا کہنے والا کتا بن گیا: حضرت صفوان کا بیان ہے کہ میں نے سفر شام کے لیے ایک اونٹ کرائے پر لیا، اور ایک مسجد میں جا کر امام کے پیچھے نماز پڑھی، جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوا اور حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا کی برائی کی۔ میں اس مسجد سے نکل گیا اور آئندہ سال واپسی کے وقت اسی مسجد میں داخل ہوا اور دوسرے امام کی اقتدا میں نماز پڑھی، جب امام نماز سے فارغ ہوا تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ! حضرت ابو بکر و عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا پر رحمت نازل فرما۔ میں نے اپنے بغل میں بیٹھے ہوئے ایک شخص سے پوچھا کہ شیخین پر لعنت کرنے والا امام کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ اگر آپ کی خواہش ہو تو

اسے دکھادوں؟ میں نے کہا: ہاں! پھر وہ شخص مجھے ایک گھر میں لے گیا اور ایک کتّا دکھایا جو ستون سے بندھا ہوا تھا۔ اس نے کتّے سے کہا کہ اس شخص نے گزشتہ سال تمہارے پیچھے نماز پڑھی تھی جب کہ تم حضرت ابو بکر و عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا کو برا بھلا کہہ رہے تھے، تو اس کتّے نے سر ہلا کر کہا: ہاں۔ پھر اس شخص نے بتایا کہ اللہ عزّ و جل نے اس کی صورت مسخ کر دی ہے(۸۲) جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں۔

(۴۷) شیخین کے گستاخ کو قبر میں عذاب: خطیب یحیی بن عبد الرحمن کا بیان ہے کہ میرے والد نے بتایا کہ ہماری بستی میں (جو عراق میں ہے) مقام حلّہ کے دو شخص آئے، ایک کا نام مسعود اور دوسرے کا نام بلک تھا، وہ دونوں وہاں کے والی اور مذہباً رافضی تھے، پھر ایک عرصے تک ہم سے روپوش رہے اس کے بعد آئے تو انھوں نے اپنے گزشتہ عقیدے سے توبہ کر لی تھی۔ میں نے ان سے پوچھا کہ اس کا کیا سبب بنا؟ ان میں سے ایک نے بتایا کہ ہم حج کرنے گئے تھے، ہمارے ساتھ حلہ کا ایک نابینا شخص بھی تھا وہ روزانہ ایک ختم کرتا تھا، جب ہم حج کر چکے اور راستے میں تھے تو اس کا انتقال ہو گیا، ہم نے اسے دفن کر دیا، اس کے پاس لکڑی کا ایک عصا تھا، جب ہم نے اسے دفن کر دیا تو وہ عصا ہمیں نظر نہیں آیا، ہم نے سمجھا کہ شاید ہم نے اسے بھی میت کے ساتھ دفن کر دیا، تو ہم نے لحد تک اس کی قبر کھودی لیکن عصا نہیں ملا، ہم میں سے ایک نے لحد کھول دی۔ وہ چیخ مار کر کچھ دیر بے ہوش رہا، پھر ہوش میں آیا، میں نے پوچھا: تمھیں کیا ہو گیا تھا؟ یا تم نے کیا دیکھ لیا تھا؟ اس نے کہا کہ میں نے

---

(۸۲) یعنی بگاڑ دی ہے۔

دیکھا کہ اس کے پیر اور گردن عصا کے دستے میں گھس گئے ہیں، مجھے اس پر حیرت ہوئی۔

جب ہم لوٹ کر اس کے گھر پہنچے تو پوچھا کہ وہ شخص کیا کرتا تھا؟ ہمیں بتایا گیا کہ وہ شخص بڑا عبادت گزار اور قرآن کی تلاوت کرنے والا تھا، لیکن حضرت ابو بکر وعمر رضی اللہ تعالی عنہما کی شان میں گستاخی بھی کیا کرتا تھا، انھوں نے بتایا کہ اسی وجہ سے ہم نے اپنے گزشتہ عقیدے سے رجوع کر لیا۔

(۴۸) شیخ ابو بکر بن احمد طحان فرماتے ہیں کہ شیخ عبد اللہ بطایحی اس مسجد میں رہتے تھے جو دشوار گزار پہاڑی راستے پر تھی۔ عام طور سے وہ تنہا ہی رہتے تھے، اور اسماعیل نام کا ایک شخص جو اپنی پیٹھ پر مٹی کے برتن ڈھوتا تھا اور اسی کی کمائی سے گزارہ کرتا تھا اسے شیخ سے لگاؤ تھا۔

ایک دن وہ شخص میری موجودگی میں ان کی خدمت میں حاضر تھا، شیخ عبد اللہ نے اس سے کہا: اسماعیل! تم نے جو سب سے حیرت انگیز چیز دیکھی ہو بیان کرو۔ اسماعیل نے بتایا: میں مٹی کے برتن خریدنے کے لیے کفر عامر میں آتا جاتا تھا۔ وہاں صرف ایک ہی سنی تھا، جب میں جاتا تو وہ میرے پاس آکر بیٹھتا، ایک شب ہم مسجد میں تھے کہ دروازہ کھلا اور ایک پراگندہ سر، بکھرے ہوئے بالوں والا شخص داخل ہوا، دو رکعت نماز پڑھی پھر نکلنے کا ارادہ کیا ہم اس سے چمٹ گئے اور گزارش کی کہ ہمارے لیے اللہ سے دعا کریں، اس نے کہا کہ اللہ سے سلامتی کی دعا کرو، ہم نے پوچھا آپ کا قصہ کیا ہے؟ اس نے بتایا کہ میں قرافہ کا رہنے والا ہوں، وہاں ایک شیخ جو مختلف روایات سے قرآن پڑھتے تھے، میں

نے انھیں سے قرآن پڑھا، جب مکمل ہو گیا تو لبنان چلا آیا اور ایک عرصے تک قیام پذیر رہا، پھر وہیں گیا، اور شیخ کی زیارت کے لیے ان کے پاس پہنچا تو ان کی اہلیہ نے بتایا کہ وہ بیمار ہیں، اور کہہ رہے ہیں کہ وہ یہودی ہو کر مرنا چاہتے ہیں۔ آپ جا کر انھیں کلمۂ شہادت کی تلقین کیجیے۔ میں گیا تو انھوں نے مجھے پہچان لیا، میں نے کہا: کلمۂ شہادت پڑھیے، انھوں نے کہا: بہت بھاری محسوس ہو رہا ہے، میں بار بار تلقین کرتا رہا اور وہ یہی بات کہتے رہے، پھر ہاتھ گردن پر رکھا اور مر گئے۔ مجھ سے ان کی اہلیہ نے کہا کہ ان کا آپ پر حق ہے، آپ ہی ان کی تجہیز و تکفین کیجیے، میں انھیں غسل دینے لگا اور پانی ڈالنے لگا، ایسا لگ رہا تھا کہ وہ پانی آگ ہے۔ پھر میں نے انھیں دفن کیا تو زمین نے باہر پھینک دیا۔ مجھے اس بات پر حیرانی ہوئی، وہاں ایک بزرگ تھے، میں نے ان کے پاس جا کر واقعہ بیان کیا تو انھوں نے کہا کہ بیٹے! تم اللہ کے فیصلے کو بدلنا چاہتے ہو؟ جاؤ اور اسے یہودیوں کے قبرستان میں دفن کرو، میں نے یہودیوں کے قبرستان میں لے جا کر اسے دفن کر دیا، ایسا لگ رہا تھا کہ زمین اسے پی گئی۔ پھر میں اس کی اہلیہ کے پاس آیا اور اس کے بارے میں معلوم کیا تو انھوں نے بتایا کہ وہ صرف قرآن کی تلاوت کرتے تھے لیکن ان کے پاس دو مجسمے تھے جنھیں وہ رات میں مارتے تھے اور کہتے تھے کہ تم دونوں نے حضرت علی کی حق تلفی کی ہے۔ میں نے جا کر دیکھا تو وہ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالی عنہما کے مجسمے تھے۔

(۴۹) قبر سے کتوں کی آواز: شیخ محمد نوری کا بیان ہے کہ میں موصل میں رہتا تھا، حاکم موصل کی والدہ مجھے دل سے چاہتی تھی۔ اس کا بیٹا کبھی کبھی میرے پاس آتا تھا، ایک رات میں قبرستان میں گھومنے گیا تو ایک سفید مقبرہ دیکھا جس میں پتھر کا دروازہ لگا ہوا

تھا، میں نے اس میں آواز سنی، جیسے کتے لڑ رہے ہوں، حالاں کہ وہاں کچھ بھی نہیں تھا، پھر میں اس کے دروازے پر آیا اور کھول کر دیکھا تو اندر دو یا تین قبریں تھیں، اس کے سوا کچھ بھی نظر نہ آیا، پھر وہاں سے نکلا تو دوبارا وہی آواز سنائی دی، میں حیران رہ گیا، اتفاق سے حاکم موصل ہمارے پاس آکر بیٹھا اور بات چل پڑی، لوگوں نے روافض کا ذکر چھیڑ دیا اور کہنے لگے کہ ہمارے یہاں صرف ایک رافضی خادم تھا تو بتایا گیا کہ والی مازندان کا وزیر بھی تو (رافضی) تھا۔ وہ دونوں مر گئے اور یہاں اپنے مقبرے میں مدفون ہیں، میں نے پوچھا: کہاں؟ بتایا کہ اس سفید مقبرے میں، میں نے بتایا کہ یہاں میرے ساتھ ایسا ایسا معاملہ پیش آیا ہے اگر میرے اندر طاقت ہوتی تو میں ان کی قبریں کھود ڈالتا، حاکم موصل نے کہا کہ میں کھودوں گا۔ کھود کر دیکھا تو اس میں دو خنزیر تھے۔

(۵۰) موت کے وقت رافضیوں کی صورت مسخ ہو جاتی ہے: حضرت شیخ ابو بکر مسعود بن ممدود بن ابو بکر ہکاری کا بیان ہے کہ میں حلب میں میمون قصری کے ساتھ کام کرتا تھا، ایک دن روافض کا تذکرہ چھڑ گیا، تو بات آئی کہ جب کوئی رافضی مرتا ہے تو اس کی صورت خنزیر سے بدل جاتی ہے، میمون نہ مانا اور بولا کہ ہمارے یہاں بزدار نام کا ایک عمر دراز رافضی ہے، جب وہ مرے گا تو ہم دیکھیں گے۔

اتفاق سے وہ مر بھی گیا، میمون نے کہا کہ اسے الگ جگہ دفن کرو۔ پھر ہم اس کے ہمراہ قبر کی طرف نکلے، اس نے وہیں رات گزاری اور قبر کھودنے کا حکم دیا، پتہ چلا کہ وہ خنزیر ہو گیا ہے۔ ہم نے اسے دیکھا، میمون نے لکڑی منگا کر اسے جلانے کا حکم دیا۔ چناں چہ اسے جلا دیا گیا۔

(۵۱)رافضی کی صورت مسخ ہو گئی: ابو الفتیان علی بن ھبۃ اللہ زیدانی سے میں نے پوچھا کہ تمھارے والد نے شیعیت سے کیسے توبہ کر لی جب کہ تمھارے رشتے دار اسی مذہب پر ہیں، اس نے بتایا کہ میرے والد کا ایک رافضی دوست تھا، اچانک وہ بیمار ہوا اور کچھ دنوں کے بعد مر گیا تو ایک شخص سے کہا کہ اسے غسل دے دو، جب غسل دینے والے نے اسے دیکھا تو اس کی صورت بہت بری ہو گئی تھی، میرے والد کو اس کی خبر دی گئی انھوں نے اسے دیکھ کر کہا کہ اسے غسل نہ دو اور اس کو دفن کرنے کا حکم دیا، پھر انھوں نے روافض کے مذہب سے توبہ کر لی۔

یہ ان کی حکایت کا مفہوم ہے، میں نے امام ابو محمد عبد الحمید بن عبد الهادی کو فرماتے ہوئے سنا (انھیں کے ذریعے ابو الفتیان سے میرا تعارف ہوا تھا) کہ میرے والد نے یہ حکایت ھبۃ اللہ زیدانی کے واسطے سے اسی طرح بیان کی۔

(۵۲)خنزیر بن گیا: ابو العباس احمد بن سلیمان بن عبد السید خلیلی کا بیان ہے کہ تقریبا ہم چار تنگ دست مدینۂ رسول ﷺ میں تھے، ہم نبی کریم ﷺ اور ان کے دونوں ساتھی (حضرت ابو بکر و عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا) کی بارگاہ میں سلام پیش کر رہے تھے، مدینہ کے ایک شخص نے سن لیا، اور ہمیں اپنے گھر آنے کی دعوت دی، ہم اس کے ساتھ گئے، ہم سمجھ رہے تھے کہ وہ ہمیں کچھ کھلائے گا۔ جب اس کے گھر میں داخل ہوئے اس نے دروازہ بند کر کے ہمیں بہت مارا یہاں تک کہ میری کہنی ٹوٹ گئی، ہم نکل کر نخل حمزہ کی طرف چلے اور وہاں جا کر بیٹھ گئے، تبھی ایک نوجوان ہمارے پاس آیا، اور کہنے لگا: اے فقیرو! تم میں سے کوئی اچھی طرح میت کو غسل دے لیتا ہے، میں نے کہا: ہاں، تو اس

نے کہا کہ آؤ۔ پھر ہمیں اسی شخص کے گھر لایا جس نے ہمیں مارا تھا، اس نے کہا کہ میرے والد جنھوں نے تمھیں مارا تھا انتقال کر گئے، تم لوگ انھیں غسل دو، اور میں تمھیں اس بات سے آگاہ کر رہا ہوں کہ میں نے ان کے مذہب سے توبہ کر لی ہے، اس کے بعد ہم نے اس کا چہرہ کھول کر دیکھا تو وہ خنزیر بن گیا تھا، میں نے اسے غسل اور کفن دیا۔

(۵۴)خواب میں حضرت علی نے شیخین کے گستاخ کی آنکھ پھوڑ دی:

یحیٰ بن عطاف معدّل کا بیان ہے کہ ایک دمشقی شیخ نے جو کئی سال حجاز میں سکونت پذیر تھے مجھے بتایا کہ میں ایک سال قحط سالی کے زمانے میں مدینہ میں مقیم تھا تو میں اونٹ کے بچے کے بدلے آٹا خریدنے بازار گیا، آٹے والے نے اونٹ کا بچہ لے کر کہا کہ شیخین پر لعنت کرو تو میں آٹا دوں گا، میں نے انکار کیا، پھر بھی وہ ہنستے ہوئے مجھ سے بار بار یہی بات کہتا رہا، میں نے تنگ آکر کہا شیخین پر لعنت کرنے والے پر اللہ کی لعنت۔ یہ سن کر اس نے میری آنکھ پر طمانچہ مارا۔ میں واپس مسجد چلا آیا، میری آنکھ سے آنسو جاری تھے۔

میّافارقین کا میرا ایک ساتھی وہاں موجود تھا جو کئی سال سے مدینے میں مقیم تھا، اس نے میرا حال دریافت کیا، میں نے اس سے واقعہ بیان کیا تو وہ مجھے قبرِ انور کے پاس لے گیا اور کہا ''السلامُ علیک، یارسول اللہ!'' ہم آپ کی بارگاہ میں مظلوم بن کر آئے ہیں۔ ہمارا بدلہ لیجیے۔ اور خوب گڑ گڑایا پھر ہم واپس چلے آئے، اور جب رات ہوئی، میں سو گیا۔ پھر صبح کے وقت اچانک میں نے آنکھ پہلے سے بہتر پائی، ایسا لگ رہا تھا کہ اس میں

کبھی چوٹ نہیں لگی۔

اس کے بعد تھوڑی ہی دیر میں ایک نقاب پوش شخص مسجد کے دروازے سے اندر آیا جو میرے بارے میں پوچھ رہا تھا، لوگوں نے میرا پتہ بتایا، اس نے آکر سلام کیا اور کہا کہ میں تمھیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ مجھے معاف کردو، میں وہی شخص ہوں جس نے تمھیں طمانچہ مارا تھا، میں نے کہا: جب تک اپنا واقعہ نہیں بیان کروگے میں معاف نہیں کروں گا۔ تو اس نے بتایا کہ میں سویا تو خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے ہیں اور آپ کے ساتھ حضرت ابو بکر و عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم بھی ہیں۔ میں نے آگے بڑھ کر سلام کیا تو حضرت علی نے فرمایا کہ نہ تجھ پر اللہ کی سلامتی ہو نہ تجھ سے اللہ راضی ہو۔ میں نے تجھے شیخین پر لعنت کرنے کا حکم دیا تھا؟ پھر آپ نے اس طرح میری آنکھ میں انگلی ڈال کر اسے پھوڑ دیا۔ پھر میری نیند کھل گئی، میں اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرنے لگا اور اپنے جرم کی معافی مانگنے لگا، جب میں نے اس شخص کی بات سنی تو کہا جاؤ میں نے تمھیں دل سے معاف کر دیا۔

ابو نصر کا بیان ہے کہ پھر یہ دمشقی شخص موصل میں ہمارے پاس آیا تو یحیی بن عطاف نے مجھے اس کے بارے میں بتایا، میں اس کے پاس گیا، اس نے مجھ سے پورا قصہ بیان کیا۔ وہ صالح اور دین دار شخص تھا۔

(۵۴) ایک رافضی کی توبہ کا واقعہ: شیخ ابو الحسن بن احمد بن ابو الحسن واسطی قیم کا بیان ہے کہ کلاسہ یعنی دمشق میں ہم لوگ علم کیمیا اور اس کے پریکٹکل کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے۔ ہمارے ساتھ شیعوں کی ایک جماعت تھی، ان کے اور ایک سنی کے

درمیان گفتگو چھڑ گئی، ان میں سے ایک شریف شخص نے کہا کہ واللہ! میں صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کو برا بھلا نہیں کہتا اور کسی کے لیے یہ جائز بھی نہیں، اور ہمارے ایک ساتھی نے جو صحابۂ کرام کو برا بھلا کہتا تھا خواب دیکھا، اس کے بیٹے نے مجھ سے یہ بات بتائی پھر میں نے اس شخص سے ملاقات کی تو اس نے بھی یہ خواب بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ گویا قیامت قائم ہے، میں اپنی قبر سے سخت پیاس کی حالت میں نکلا اور سارے لوگ اپنی قبروں سے اسی طرح نکلے پھر ہم ایک جانب چل پڑے اور ایک پانی سے بھرے ہوئے حوض پر پہنچے جس کے کنارے نظر نہیں آرہے تھے، اس میں برف جیسا سفید پانی تھا، وہاں پر چار انتہائی حسین و جمیل لوگ پانی پلا رہے تھے، بتایا گیا کہ یہ حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین ہیں۔

میں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آکر عرض کی مجھے پانی پلایئے، انھوں مجھے ایک چلو پانی نکال کر دیا، میں نے دیکھا کہ وہ انتہائی بدبودار خون ہے، میں نے سوچا کہ انھوں نے میرے ساتھ ایسا اس لیے کیا ہے کہ میں انھیں گالیاں دیتا تھا، پھر میں انھیں چھوڑ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، تو انھوں نے بھی ایسا ہی کیا پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو انھوں نے بھی ایسا ہی کیا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، میں نے سوچا کہ میں انھیں دوست رکھتا تھا اور ان سے محبت کرتا تھا، یہ میرے ساتھ ایسا نہیں کریں گے۔ انھوں نے بھی مجھے بھر کر ایک برتن دیا، دیکھا تو وہ بھی انتہائی بدبودار خون تھا، میں نے کہا: امیر المومنین! میں تو آپ کو دوست رکھتا تھا اور آپ سے محبت کرتا

تھا اور آپ کی وجہ سے صحابۂ کرام کو برا بھلا کہتا تھا اور آپ بھی میرے ساتھ ایسا کر رہے ہیں؟ انھوں نے پوچھا: تم کون ہو؟ میں نے کہا: رافضی، فرمایا: افسوس! خدا کی قسم میں نے تجھے دھوکا نہیں دیا ہے بلکہ یہ تیرے عمل اور برے مذہب کی وجہ سے ہے۔ اللہ کی بارگاہ میں توبہ کر، کیوں کہ اگر اسی حالت میں مر جائے گا تو جہنم میں جائے گا۔ میں نے کہا: اے امیر المومنین! کیا میری توبہ مقبول ہوگی؟ فرمایا: ہاں، توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ تو میں نے خواب میں اللہ سے توبہ کر لی تو میرے برتن کا پانی حوض کے پانی کی طرح سفید ہو گیا۔ میں اسے پی کر سیراب ہو گیا۔

میری آنکھ کھلی اور میں صحابۂ کرام سے راضی تھا، وہ بلند آواز سے یہی کہہ رہا تھا کہ اس کے اہل خانہ نے پوچھا کیا معاملہ ہے؟ تو انھیں اپنا قصہ بتایا، سترہ دن ہو گئے وہ پانی نہیں پیتا اور اپنے شکم میں اسی پانی کی وجہ سے سیرابی محسوس کرتا ہوں۔

(۵۵) ایک رافضی نے خواب دیکھ کر توبہ کی: حضرت حسن بن سہل خیاط کا بیان ہے کہ میں نے عبد اللہ بن ادریس کو کہتے ہوئے سنا کہ محرز ابو القاسم شیعہ نے بتایا کہ میں نے حضرت ابو بکر و عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا کو خواب میں دیکھا کہ انھوں نے مجھے پکڑ لیا، میں نے پوچھا: کیا بات ہے؟ بولے کہ تجھے جہنم لے جا رہے ہیں، اسی حال میں حضرت علی سے ملاقات ہو گئی، میں نے عرض کیا: اے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے چچازاد بھائی! میں آپ اہل بیت سے محبت کرتا ہوں، پھر انھوں نے ان دونوں حضرات کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا: اس کا اور آپ حضرات کا کیا معاملہ ہے؟ فرمایا: یہ شخص ہمیں سبّ و شتم کرتا ہے۔

توحضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ میں بار گاہ الٰہی میں تجھے کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتا، پھر مجھے لے کر آئے اور جہنم کے پاس کھڑے ہوگئے اور مجھ سے فرمایا کہ جہنم میں تیرا یہ ٹھکانہ ہے۔ محرز ابو قاسم کا بیان ہے کہ اب میں انھیں کبھی برا بھلا نہیں کہوں گا۔

(۵۶) رافضیوں کے بارے میں ایک راہب کا بیان: حافظ شیخ ابو منصور کا بیان ہے کہ جب میں جوان تھا تو مجھے سیر وسیاحت کا شوق تھا، میں بغداد سے نکلا اور صور کی سرزمین پر آیا تو مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت کو باہم لڑتے ہوئے پایا، میں نے کہا: انھیں کیا ہو گیا؟ بتایا گیا کہ یہ سنی اور شیعہ ہیں، میں بیٹھ کر انھیں دیکھنے لگا، تو سنی شیعہ پر غالب آگئے، جب کہ سنی ان کی بنسبت بہت ہی کم تھے۔ سنیوں نے پندرہ شیعوں کو قتل کر دیا، پھر شہر میں کافروں کے بادشاہ کے پاس مقدمہ لے کر گئے، میں نے کہا: اس سے بہتر تفریح اور کیا ہو سکتی ہے، میں بھی ان کے ساتھ جا کر دیکھوں گا کیا ہوتا ہے، چناں چہ ان کے ساتھ ایک بڑے گھر میں بادشاہ کے پاس گیا، دیکھا کہ ایک شخص تخت پر بغیر دھلی ہوئی قمیص اور پائجامہ پہن کر بیٹھا ہے، ایسا لگ رہا تھا کہ وہ زاہد ہے۔ اس نے ترجمان سے کہا جو اس کے سرہانے کھڑا تھا کہ محمدیوں کا کیا معاملہ ہے؟ ترجمان نے کہا مجھے نہیں معلوم۔

بادشاہ نے کہا کہ راہب کو بلاؤ، اسے بلایا، تبھی میں نے دیکھا کہ ایک شخص اونی کرتا، پائجامہ اور ٹوپی میں آیا، بادشاہ اس کے لیے کھڑا ہو گیا، اس کی قدم بوسی کی اور اسے اپنی جگہ بٹھایا۔

پھر اس سے پوچھا کہ ان محمدیوں کا کیا معاملہ ہے؟ اس نے کہا: عالی جاہ! کیا عیسی

علیہ السلام کے بارہ حواری نہیں تھے، بادشاہ نے کہا: کیوں نہیں؟ پھر اس نے کہا کہ اگر آپ کو کسی کے بارے میں یہ پتہ چل جائے کہ وہ ان میں سے کسی حواری کو گالی دیتا ہے تو آپ اس کے ساتھ کیا کریں گے؟ اس نے کہا کہ اسے قتل کر دوں گا، جلادوں گا اور اس کا پاوڈر بنا کر ہوا میں اڑادوں گا۔

راہب نے کہا کہ حضرت عیسی کے حواریوں (۸۳) کی طرح محمد (ﷺ) کے دس صحابی تھے جنہوں نے ان کی تصدیق کی اور ان کی نصرت وحمایت کی، تو یہ سنی ان دسوں سے محبت کرتے ہیں اور یہ دوسرے (رافضی) لوگ ایک سے محبت کرتے ہیں اور بقیہ پر لعنت بھیجتے ہیں۔ یہ سن کر بادشاہ نے کہا: انھیں باہر نکال دو اور دربایوں سے کہا کہ ان پر تھوکو۔ پھر سنیوں سے کہا: دوبارہ ان سے بات نہ کرنا، انھیں تم سے تکلیف ہے۔ سنیوں نے کہا: اگر آپ کے منصب کی عظمت کا پاس ولحاظ نہ ہوتا تو ہم ان سب کو قتل کر دیتے۔ تو بادشاہ نے کہا: قتل کر دیا ہوتا؛ کیوں کہ وہ مسلمان، عیسائی، یہودی کچھ بھی نہیں۔

(۵۷) ایک یہودی کا سبق آموز واقعہ: شیخ مقری ابو بکر بن علی بن عبد اللہ بن حرّانی مقیم بغداد نے ۵۹۷ھ میں کوہ قاسیون میں صالحین کے محلے میں بیان کیا کہ میں خلیفہ مستضی باللہ کے دور خلافت کے اخیر میں ایک قافلے کے ساتھ امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم کی قبر کی زیارت کے لیے نکلا، اور علویوں کے ایک نقیب کے یہاں ٹھہرا جو اس مقام کا متولی تھا۔ میرے ایک ہاشمی دوست نے ہمارا اور اس کا تعارف

(۸۳) یعنی ساتھیوں۔

کرایا، پھر اس ہاشمی نے نقیب سے کہا اور میں سن رہا تھا کہ اے نقیب! تمھارے سارے کام تو اچھے ہیں، تمہارے اندر شرافت، سخاوت اور مروت سب ہے لیکن تمہاری یہ بات اچھی نہیں کہ تم نے ایک یہودی کو اپنا خادم بنایا ہے اور قریب رکھتے ہو حالاں کہ اس کا دین تمھارے دین کے خلاف ہے۔ تو نقیب نے کہا کہ میں نے بہت سے غلام اور باندیاں خریدیں، ان میں سے کسی کو اپنے لیے مناسب نہیں پایا اور نہ کسی کو امانت داری اور خیر خواہی میں یہودی کی طرح پایا۔ یہ باغ اور گھر کا کام کاج کرتا ہے، اس میں امانت داری بھی ہے اور یہ داخلی خارجی تمام کاموں کے لیے کافی ہے، یہ سن کر ہمارے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے کہا کہ جب یہ ایسا ہے تو اس کے سامنے اسلام پیش کرو، ہو سکتا ہے مسلمان ہو جائے۔ اس نے یہودی کو بلا بھیجا، یہودی خادم نے کہا کہ خدا کی قسم! جس وقت آپ لوگوں نے مجھے بلایا تھا میں سمجھ گیا تھا کہ آپ لوگوں کا کیا مقصد ہے۔ پھر اس سے کہا گیا کہ تم اس (نقیب) کے فضل و کمال، مقام و مرتبہ اور قیادت سے واقف ہی ہو اور وہ تمھیں چاہتا بھی ہے۔ اس یہودی نے کہا کہ میں بھی اسے چاہتا ہوں۔ تو اس سے پوچھا کہ پھر اس کے دین کی پیروی کر کے اسلام میں داخل کیوں نہیں ہو جاتے؟ اس نے بتایا کہ آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ میرا یہ عقیدہ ہے کہ عزیر یا موسی علیہ السلام (راوی کو شک ہے) ایک باعظمت نبی ہیں۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ کچھ یہودی نبی کی زوجہ پر بدکاری کی تہمت لگاتے ہیں اور ان کے والد یا نبی کے ساتھیوں پر لعنت کرتے ہیں تو میں ان کے دین کا اتباع نہ کرتا۔ آپ بتائیں کہ جب میں مسلمان ہو جاؤں گا تو کس کا اتباع کروں گا؟ اس سے ہاشمی شخص نے کہا کہ اس نقیب کی جس کی خدمت میں رہتے ہو۔ اس نے کہا کہ میں

اسے اپنے لیے پسند نہیں کرتا۔ پوچھا کیوں؟ بتایا کہ یہ حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کے بارے میں ایسا کہتا ہے اور حضرت ابو بکر و عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا کو گالیاں دیتا ہے اور میں اپنے لیے یہ پسند نہیں کرتا کہ محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دین کا اتباع کروں اور ان کی زوجہ پر تہمت لگاؤں اور ان کے صحابہ پر لعنت کروں۔ میری رائے میں میرا دین ہی بہتر ہے۔ یہ سن کر نقیب مارے غصے کے کچھ دیر خاموش رہا پھر یہودی سے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اللہ کے بندے اور رسول ہیں اور میں سابقہ عقیدے سے توبہ کرتا ہوں۔ یہ سن کر یہودی نے کہا میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ خدائے وحدہ لاشریک کے سوا کوئی لائقِ عبادت نہیں، محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اس کے بندے اور رسول ہیں اور اسلام کے سوا تمام مذاہب باطل ہیں، چناں چہ وہ اسلام لے آیا اور اچھا مسلمان ہو گیا اور نقیب نے بھی رافضیت سے سچی توبہ کی۔

(۵۸) ابن ابی طیب کا بیان ہے کہ جعفر صائغ نے مجھے جامع منصور کے ایک ستون کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ اس ستون کے پاس ابو عبد اللہ احمد بن حنبل کے پڑوسیوں میں سے ایک شخص تھا جو گناہوں اور بد عملیوں میں لگا رہتا تھا، ایک روز اس نے حضرت امام احمد بن حنبل کی مجلس میں آکر سلام کیا، امام احمد بن حنبل نے اسے پورا جواب نہیں دیا اور اس سے نفرت کا اظہار کیا۔

اس شخص نے کہا: اے ابو عبد اللہ! آپ مجھ سے نفرت کیوں کر رہے ہیں؟ جب کہ پہلے آپ میرے اندر جو چیزیں پاتے تھے انھیں ایک خواب کی وجہ سے میں نے چھوڑ دیا ہے، امام احمد بن حنبل نے فرمایا: تم نے کیا دیکھا؟ بیان کرو۔ اس نے کہا کہ میں نے خواب

میں نبی کریم ﷺ کو دیکھا، ایسا لگ رہا تھا کہ آپ اونچی جگہ پر ہیں اور بہت سے لوگ نیچے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک ایک شخص اٹھ کر آپ کے پاس جاتا اور عرض کرتا کہ میرے لیے دعا فرمایئے۔ حضور اس کے لیے دعا فرماتے یہاں تک کہ صرف میں بچا۔ میں نے اٹھنے کا ارادہ کیا تو مجھے اپنی سابقہ بری روش کی وجہ سے شرم آئی۔

حضور نے فرمایا: اے فلاں! تم میرے پاس آکر دعا کی درخواست کیوں نہیں کرتے؟ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے میری بُری رَوِش کی شرم روک رہی ہے، آپ نے فرمایا: اگر تجھے شرم روک رہی ہے تو اٹھ کر مجھ سے دعا کی درخواست کر کیوں کہ تو نے میرے کسی صحابی کو گالی نہیں دی، میں اٹھا۔ حضور نے میرے لیے دعا فرمائی پھر میری آنکھ کھل گئی۔ اب اللہ تعالیٰ نے پرانی باتوں سے میرے دل میں نفرت پیدا فرمادی، اس کے بعد مجھ سے ابو عبد اللہ نے کہا: اے جعفر! اے فلاں! اے فلاں! اس واقعے کو بیان کرو اور یاد رکھو اس سے فائدہ ہوگا۔

(۵۹) شیخین سے محبت کا انعام: ابو عمر عبد الواحد بن احمد ملیحی کا بیان ہے کہ میں نیشاپور میں حاکم ابو عمرو خلید بن حسن بن سفیان نَسوی کے پاس گیا، ان کے پاس علّان نام کے ایک شیخ تھے، حاکم نے ان سے کہا کہ ان سے اپنا واقعہ بیان کرو۔

انھوں نے بتایا کہ میں شہر رے کا رہنے والا تھا، حضرات شَیخَین (ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما) کے فضائل بیان کرتا تھا۔ یہ خبر صاحب تک پہنچ گئی، اس نے مجھے گرفتار کرنے کا حکم دیا، میں بھاگ کر جرجان چلا گیا، ایک روز میں بازار میں تھا جبھی کچھ لوگ میرے پاس آئے اور مجھے گاڑی میں باندھ کر رے لے گئے، جب مجھے صاحب کے پاس

لے جایا گیا، اس نے میری زبان کاٹنے کا حکم دیا، چناں چہ میری زبان کاٹ دی گئی۔ میں رنج والم اور تنگ دلی کی حالت میں تھا، جب رات ہوئی خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت سے شاد کام ہوا، ان کے ہمراہ حضرت ابو بکر اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کی ایک جماعت بھی تھی۔ ان دونوں حضرات نے کہا: یا رسول اللہ! یہی ہے جو ہماری وجہ سے مصیبت میں پڑ گیا، رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلایا اور میرے منھ میں دم کیا۔ پھر میری آنکھ کھل گئی، مجھے کچھ بھی تکلیف نہ تھی، میری گویائی لوٹا دی گئی، میں دوبارہ بولنے لگا، پھر میں اس کی ولایت سے نکل کر ہمدان چلا گیا۔

ہمدان کے لوگ سنی تھے، میں نے ان سے اپنا واقعہ بیان کیا، تو وہاں مجھے مقبولیت حاصل ہو گئی اور میں ایک عرصے تک شَیخَین کے فضائل عام کرتا رہا، راوی (عبد الواحد) کا بیان ہے کہ پھر علّان نے ہمارے سامنے اپنا منھ کھولا تو ہم نے دیکھا کہ تو اس کے منھ میں زبان نہیں تھی، جب کہ وہ زبان والے انسان کی طرح صاف صاف بات کرتا تھا۔

(٦٠) حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ (٨٤) کا بیان ہے کہ میرے مسجد کے راستے پر ایک کٹ کھنا کتا تھا، ایک روز میں نماز کے ارادے سے نکلا، راستے میں کتا تھا تو میں اس سے دور ہٹ گیا، کتے نے کہا: يَا أَبَا عَبْدِ اللهِ جُزْ فَإِنَّمَا سَلَّطَنِي اللهُ عَلَى مَنْ يَشْتُمُ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ أَوْ كَمَا قَالَ. (٨٥)

---

(٨٤) آپ کوفی ہیں، مجتہد، فقیہ، محدث اپنے وقت کے قطب ہیں، آپ کی دینداری، زہد، تقویٰ اور ثقہ ہونے پر سارے اہل اسلام متفق ہیں۔ سلیمان ابن عبد الملک کے زمانہ میں ولادت ہوئی یعنی ۹۹ھ ننانوے میں ۱۶۱ھ ایک سو اکسٹھ میں وفات پائی، آپ سے امام مالک اور دیگر ائمہ دین نے روایات لیں جیسے فضیل ابن عیاض، ابن عیینہ شعبی وغیرہ۔ (مرآۃ المناجیح، امید اور حرص کا بیان، ۷/ ۹۵)

(٨٥) حلية الأولياء، بقية ترجمة سفيان الثوريّ، ٧/ ٦٣

اے ابو عبد اللہ! چلے جاؤ، کیوں کہ اللہ تعالی نے مجھے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے گستاخوں پر مسلط فرمایا ہے۔

(٦١) امام ابو محمد عبد الرحمن مقدسی کا بیان ہے کہ نصر بن منصور نمیری نے ہمیں اپنے یہ اشعار سنائے:

أُحِبُّ عَلِيًّا وَالْبَتُولَ وَوُلْدَهَا وَلَا أَجْحَدُ الشَّيْخَيْنِ فَضْلَ التَّقَدُّمِ

وَأَبْرَأُ مِمَّنْ نَالَ عُثْمَانَ بِالْأَذَى كَمَا أَتَبَرَّأُ مِنْ وَلَاءِ ابْنِ مُلْجَمِ(٨٦)

میں حضرت علی، بتول اور ان کی اولاد سے محبت کرتا ہوں، اور شیخین کی افضلیت کا انکار نہیں کرتا۔

میں اس سے بے زار ہوں جو عثمان غنی کو اذیت پہنچائے جس طرح ابن ملجم کی محبت سے بے زار ہوں۔

(٦٢) ابو الحسن سعد اللہ دقاق فرماتے ہیں کہ مقری ابو العز محمد بن حسین واسطی نے مجھے اپنے یہ اشعار سنائے:

(١) إِنَّ مَنْ لَمْ يُقَدِّمِ الصِّدِّيقَا لَمْ يَكُنْ لِي حَتَّى يَمُوتَ صَدِيقَا

(٢) وَالَّذِي لَا يَقُولُ قَوْلِي فِي الْفَارُوقِ أَنْوِي لِشَخْصِهِ تَفْرِيقَا

(٣) وَلِنَارِ الْجَحِيمِ بَاغِضُ ذِي النُّورَيْنِ يَهْوِي مِنْهَا مَكَانًا سَحِيقَا

(٤) مَنْ يُوَالِي عِنْدِي عَلِيًّا وَعَادَاهُمْ طُرًّا عَدَدْتُهُ زِنْدِيقَا

(١) یقیناً جو شخص حضرت صدیق اکبر کی افضلیت کا قائل نہیں وہ مرتے دم تک میرا دوست نہیں۔

(٨٦) تاريخ الإسلام للذهبي، حرف النّون، نصر بن منصور...إلخ، ٤١/ ٣١٣

(۲) جو شخص حضرت عمر فاروق کے متعلق میری طرح کی بات نہیں کہتا میں اس شخص سے علاحدگی کا ارادہ کرلیتا ہوں۔

(۳) اور حضرت عثمان ذی النورین سے عداوت رکھنے والا آتش جہنم میں گہری جگہ گرے گا۔

(۴) اور جو شخص حضرت علی سے محبت رکھتا ہے اور تمام صحابۂ کرام سے عداوت رکھتا ہے میں اسے بد دین سمجھتا ہوں۔

(۶۳) ابو الفضل بن خازن نے ابو عبد اللہ بن حجاج کو خواب میں دیکھا تو اس سے پوچھا، اللہ تعالی نے تیرے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ تو ابو عبد اللہ بن حجاج نے یہ اشعار پڑھے:

أَفْسَـــدَ حُسْنَ مَـذْهَبِي   فِي الشِّعْرِ سُوءُ الْمَذْهَبِ
وَحَمْـلِي الْجِـــدَّ عَــلَى   ظَهْــرِ حِصَـــانِ اللَّعِبِ
لَمْ يَــرْضَ مَــوْلَايَ عَلَى   سَبِّي أَصْحَـــابَ النَّبِـيِّ
وَقَــالَ لِي وَيْلُــكَ يَــا   أَحْمَــقُ لِـمَ لَـمْ تَـتُبِ
مِنْ بُغْضِ قَوْمٍ مَنْ رَجَا   وَلَاءَهُـــمْ لَـمْ يَخِـبِ
رُمْـتَ الرِّضَا جَهْلًا بِمَا   أَصْـلَاكَ نَـــارَ الْغَضَبِ

بد مذہبی اور لہو ولعب کے گھوڑے کی پشت پر میری سواری نے شاعری میں میری اچھی روش کو خراب کر دیا۔

مولی علی نے صحابۂ کرام کی شان میں میری گستاخی کو پسند نہیں کیا۔

اور مجھ سے کہا: اے احمق! تیرا ستیاناس ہو، تو نے ان لوگوں کی عداوت سے توبہ کیوں نہیں کی جن کا حال یہ ہے کہ جو ان کی محبت کا امیدوار ہوتا ہے وہ ناکام ونامراد

نہیں ہوتا۔

تونے نادانی میں اس چیز کو پسند کیا جس نے تجھے آتش عضب میں داخل کر دیا۔

(۶۴) حضرت عبد اللہ ابن مبارک نے یہ اشعار کہے:

(۱) إِنِّي امرء لَيْسَ فِي دِينِي لِغَامِزِهِ ۔۔۔ لِينٌ وَلَسْتُ عَلَى الْأَسْلَافِ طَعَّانَا

(۲) شُغِلْتُ عَنْ بُغْضِ أَقْوَامٍ مَضَوْا ۔۔۔ سَلَفًا وَلِلرَّسُولِ مَعَ الْفُرْقَانِ أَعْوَانَا

(۳) فَمَا الدُّخُولُ عَلَيْهِمْ فِي الَّذِي عَمِلُوا ۔۔۔ بِالظَّنِّ مِنِّي وَقَدْ فَرَّطْتُ عِصْيَانَا

(۴) فَلَا أَسُبُّ أَبَا بَكْرٍ وَلَا عُمَرًا ۔۔۔ وَلَا أَسُبُّ مَعَاذَ اللهِ عُثْمَانَا

(۵) وَلَا ابْنَ عَمِّ رَسُولِ اللهِ أَشْتُمُهُ ۔۔۔ حَتَّى أُلَبَّسَ تَحْتَ التُّرْبِ أَكْفَانَا

(۶) وَلَا الزُّبَيْرَ حَوَارِيَّ الرسول ولا ۔۔۔ أهدي لطلحة شتاما عز أو هانا

(۷) وَلَا أَقُولُ عَلِيٌّ فِي السَّحَابِ لَقَدْ ۔۔۔ وَاللهِ قُلْتُ ظُلْمًا إِذًا وَعُدْوَانَا

(۸) وَلَا أَقُولُ بِقَوْلِ الْجَهْمِ إِنَّ لَهُ ۔۔۔ قَوْلًا يُضَارِعُ أَهْلَ الشر ك أَحْيَانَا

(۹) وَلَا أَقُولُ تَخَلَّى مِنْ خَلِيفَتِهِ ۔۔۔ رَبُّ الْعِبَادِ وَوَلَّى الْأَمْرَ شَيْطَانَا

(۱۰) مَا قَالَ فِرْعَوْنُ هَذَا فِي تَجَبُّرِهِ ۔۔۔ فِرْعَوْنُ مُوسَى وَلَا هَامَانُ طُغْيَانَا

لَكِنْ عَلَى مِلَّةِ الْإِسْلَامِ لَيْسَ لَنَا ۔۔۔ اسْمٌ سِوَاهَا بِذَاكَ اللهُ سَمَّانَا

(۱۱) إِنَّ الْجَمَاعَةَ حَبْلُ اللهِ فَاعْتَصِمُوا ۔۔۔ بِهَا فَإِنَّهَا العروة الوثقى لمن دانا(۸۷)

(۱) یقیناً میں ایسا شخص ہوں کہ میرے اندر دین میں عیب چینی کرنے والے کے لیے نرمی نہیں۔

(۲) میں ان لوگوں کی عداوت سے دور ہوں جو پہلے گزر گئے اور قرآن کریم کے

(۸۷) تاریخ الإسلام للذهبي، حرف العين، عبدالله بن مبارك بن واضح الحنظلي، ۱۲/ ۲۴۱

ساتھ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے حامی و مدد گار تھے۔

(۳) تو مجھے بد گمانی کی بنیاد پر ان کے اعمال میں چہ می گوئی کا کیا حق؟ جب کہ خود میں نے بہت سی نافرمانیاں کیں۔

(۴-۶) اس لیے نہ میں حضرت ابو بکر و عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا کو برا بھلا کہوں گا نہ معاذ اللہ حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو گالی دوں گا اور نہ سرکار دوعام صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے چچا زاد بھائی (حضرت علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم) کی شان میں گستاخی کروں گا یہاں تک کہ مجھے کفن پہنا کر زیر زمین دفن کر دیا جائے۔ اور نہ حواری رسول حضرت زبیر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (کو برا بھلا کہوں گا) اور نہ حضرت طلحہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو تھوڑی بہت گالی دوں گا۔

(۷) اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بادل میں ہیں، اگر میں ایسا کہوں تو خدا کی قسم! یہ ناانصافی اور سرکشی کی بات ہو گی۔

(۸) اور نہ جہم جیسی بات کا قائل ہوں، یقیناً اس کی بات کبھی کبھی مشرکوں جیسی ہوتی ہے۔

(۹) اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ پروردگار عالم نے اپنے خلیفہ کو چھوڑ کر خلافت شیطان کے حوالے کر دی۔

(۱۰) فرعونِ موسی اور ہامان نے سرکشی کے باوجود ایسی بات نہیں کہی۔

(۱۱-۱۲) لیکن میں اس مذہب اسلام پر ہوں کہ جس کے سوا اس کا اور کوئی نام نہیں اللہ نے اسی کی طرف نسبت کرتے ہوئے ہمارا نام (مسلم) رکھا ہے۔ یقیناً صحابۂ کرام کی جماعت اللہ کی رسی ہے، لہذا اسے مضبوطی سے پکڑ لو کیوں کہ وہ اس کے لیے

مضبوط بندھن ہے جو ان کے نقش قدم پر چلے۔

والحمد لله رب العالمين وصلى الله على محمد وآله وسلم تسليما.

ماخذ ومراجع

۞ الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان، رتّبهُ الأمير علاؤ الدّين على بن بلبان الفارسى (ت۷۳۹ھ)، مطبوعة: دارُ الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الثّانيّة ۱٤۱۷ھ-۱۹۹٦م

۞ الاعتقاد والهداية إلى سبيل الرّشاد للحافظ الإمام أبى بكر أحمد بن الحسين ابن على بن موسى البيهقى (ت۴۵۸ھ)، مطبوعة: دار ابن حزم، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۴ھ-۲۰۰۳م

۞ بہار شریعت، صدرالشریعہ مفتی محمد علی اعظمی حنفی (ت۱۳۶۷ھ)، ناشر: مکتبۃ المدینہ، کراچی، طباعت ۱۴۳۸ھ ۲۰۱۷م

۞ تاريخ الإسلام للحافظ المؤرخ شمس الدّين محمّد بن أحمد بن عثمان الذّهبىّ (ت۷۴۸ھ)، النّاشر: دار الكتاب العربى، بيروت، الطبعة الثّانية ۱۴۲۲ھ-۲۰۰۱م

۞ تاريخ بغداد للإمام أبى بكر أحمد بن على الخطيب البغدادى (ت۴۶۳ھ)، مطبوعة: دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۴ھ-۲۰۰۴م

۞ تاريخ دمشق للإمام الحافظ أبى القاسم على بن الحسن ابن هِبَة اللّٰه بن عبد اللّٰه الشّافعى المعروف بإبن عساكر (ت۵۷۱ھ)، مطبوعة: دار الفكر، بيروت، ۱۴۲۱ھ-۲۰۰۰م

۞ تفسير القُرآن العظيم للإمام الجليل الحافظ عماد الدّين أبو الفداء إسماعيل بن كثير القُرشى الدِّمَشقى (ت۷۷۴ھ)، مطبوعة: دار الأرقم، بيروت

۞ تقريب التّهذيب للحافظ أحمد بن على بن حجر العسقلانى (ت۸۵۲ھ)، مطبوعة: مؤسسة الرسالة ناشرون، دِمَشق، الطبعة الأولى ۱۴۳۲ھ-۲۰۱۱م

۞ تهذيب الكمال فى أسماء الرّجال للحافظ المتقن جمال الدّين أبى الحجّاج يوسف المزى (ت۷۴۲ھ)، مطبوعة: مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الطبعة الأولى ۱۴۱۳ھ-۱۹۹۲م

۞ حلية الأولياء للحافظ أبى نعَيم أحمد بن عبد اللّٰه الأصفهانى (ت۴۳۰ھ)، مطبوعة: دارِ حياء التّراث العربى، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۱ھ-۲۰۰۱م

۞ الدّر المنثور فى التّفسير بالمأثور للحافظ جلال الدّين عبد الرّحمٰن السُّيوطى (ت۹۱۱ھ)،

مطبوعة: دار احياء التراث العربي، الطبعة الأولىٰ ١٤٢١هـ-٢٠٠١م
۞ دلائل النّبوة للإمام أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقيّ (ت٤٥٨هـ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثّانية ١٤٢٣هـ-٢٠٠٢م
۞ الرِّياضُ النّضرَة في مناقب العشرة للإمام أحمد بن عبد الله الطّبري "مُحبّ الدّين الطّبري" (ت٦٩٤هـ)، مطبوعة: دار المعرفة، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٨هـ-١٩٩٧م
۞ السُّنَن التّرمذي للإمام أبي عيسىٰ محمّد بن عيسى (ت٢٧٩هـ)، تحقيق محمود محمّد محمود حسن نصّار، مطبوعة: دارُ الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤٢١هـ-٢٠٠٠م
۞ سُنَن أبي داؤد للإمام سليمان بن أشعث السّجستاني (ت٢٧٥هـ)، تعليق عبيد الدّعاس و عادل السّيد، مطبوعة: دار إبن حزم، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤١٨هـ-١٩٩٧م
۞ السّنة لابن أبي عاصم للإمام أبي بكر أحمد بن عمرو بن أبي عاصم (ت٢٨٧هـ)، مطبوعة: المكتب الإسلامي، بيروت، الطبعة الخامسة ١٤٢٦هـ-٢٠٠٥م
۞ السُّنَن الكبرىٰ لأبي بكر أحمد بن حسين الشّافعي البيهقي (ت٤٥٨هـ)، تحقيق محمد عبد القادر عطاء، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٠هـ-١٩٩٩م
۞ سِيرُ أعلام النُّبلاء للحافظ المؤرخ شمس الدّين محمّد بن أحمد بن عثمان الذّهبيّ (ت٧٤٨هـ)، مطبوعة: دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٧هـ-١٩٩٧م
۞ شرح السنّة لأبي محمّد الحسين بن مسعود البغويّ (ت٥١٦هـ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثّانية ١٤٢٤هـ-٢٠٠٣م
۞ صحيح البخاري للإمام أبي عبد الله محمّد بن إسماعيل البُخاري (ت٢٥٦هـ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٩هـ-١٩٩٨م
۞ صحيح مسلم للإمام مسلم بن الحجاج القشيري النّيسابوري (ت٢٦١هـ)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢١هـ-٢٠٠١م
۞ الصّواعق المحرقة للعلّامة أحمد بن حجر الهيتمي المكي (ت٩٧٤هـ)، مطبوعة: مكتبة القاهرة، مصر
۞ الطّبقات الكبرى للإمام محمّد بن سعد (ت٢٣٠هـ)، مطبوعة: دار الفكر، بيروت، الطبعة

الأولیٰ ۱۴۱۴ھ ـ ۱۹۹۴م
۞ عُمدۃ القاری شرح صحیح البخاری للإمام محمود بن موسی المعروف ببدر الدّین الحنفی العینی(ت۸۵۵ھ)،مطبوعة: دارُالفکر ،بیروت،الطّبعة الأولیٰ۱٤۱۸ھ ـ ۱۹۹۸م
۞ الأعلام للإمام خیر الدّین الزّرکلی(ت۱۳۹٦ھ)،مطبوعة:دار العلم للملایین ، بیروت، الطبعة السّادسة عشرة۲۰۰۵م
۞ الفتاوی الهندیة للعلّامة نظام الدّین الحنفی وجماعة من عُلماء الهند (ت۱۱٦۱ھ) ، مطبوعة:دار المعرفة،بیروت،الطبعة الثّالثة ۱۳۹۳ھ ـ ۱۹۷۳م
۞ فردوس الأخبار بمأثور الخطاب،للحافظ شیرویه بن شهَردار بن شیرویه الدّیلمی (ت۵۰۹ھ)، مطبوعة:دار الفکر ،بیروت،الطبعة الأولیٰ ۱۴۱۸ھ ۱۹۹۷م
۞ فضائل الصّحابة للإمام أبی عبد اللّٰه أحمد بن محمّد بن حنبل(ت۲۴۱ھ)،مطبوعة:دار ابن الجوزی،الطبعة الرابعة ۱۴۳۰ھ
۞ القُرآن الکریم ،کلام اللّٰه تعالیٰ
۞ کتاب الشریعة للإمام المحدّث أبی بکر محمّد بن الحُسین الآجری (ت۳٦۰ھ)، مطبوعة: دار الوطن،الرّیاض،الطبعة الثانیة ۱۴۲۰ھ ـ ۱۹۹۹م
۞ کتاب مَن عاش بعد الموت فی ضمن مجموع رسائل ابن أبی الدّنیا،مطبوعة:المکتبة العصریّة،بیروت،الطبعة الأولیٰ ۱۴۲٦ھ ـ ۲۰۰٦م
۞ کتاب التوابین للإمام موفق الدّین أبی محمّد عبد اللّٰه بن أحمد بن محمّد ابن قدامة المقدسی(۶۲۰ھ)،مطبوعة:دار الإسراء ،الأردن، الطبعة الأولیٰ ۲۰۰۴م
۞ اللُّبابُ فی تهذیبِ الأنساب للإمام عِزّ الدّین أبی الحسن علیّ بن محمّد بن محمّد بن عبد الکریم ابن الأثیر الجزری(ت۶۳۰ھ)،مطبوعة: دار الکتب العلمیة،بیروت،الطبعة الأولیٰ ۱۴۲۰ھ ـ ۲۰۰۰م
۞ لسان المیزان للإمام الحافظ شهاب الدّین أحمد بن علی بن حجر العسقلانی (ت۸۵۲ھ)، مطبوعة:دار الکتب العلمیة،بیروت،الطبعة الأولیٰ ۱۴۱٦ھ ـ ۱۹۹٦م
۞ لسان العرب للعلّامة أبی الفضل جمال الدّین محمّد بن مکرم ابن منظور الأفریقی

المصری(ت۱۱۷ھ)، مطبوعة: دار الفکر، بیروت، الطبعة الثّالثة ۱۴۱۴ھ۔ ۱۹۹۴م

۞ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح للعلّامة الشّیخ علی بن سُلطان محمّد القاری (ت۱۰۱۴ھ)، مطبوعة: دار الکتب العلمیة بیروت، الطبعة الأولی ۱۴۲۲ھ۔ ۲۰۰۱م

۞ مرآۃ المناجیح، حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی (۱۳۹۱ھ)، مطبوعہ: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

۞ مسند ابن الجعد للحافظ الثبت أبي الحسن علیّ بن الجعد بن عُبید الجوھری (ت۲۳۰ھ) مطبوعة: دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الثّانیة ۱۴۱۷ھ۔ ۱۹۹۶م

۞ المسند للإمام أحمد بن حنبل، مطبوعة: المکتب الإسلامی، بیروت

۞ المستدرک علی الصّحیحین لأبي عبد اللّٰه النّیسابوری(ت۴۰۵ھ)، مطبوعة: دار المعرفة، بیروت، الطبعة الثانیة ۱۴۲۷ھ۔ ۲۰۰۶م

۞ المسند للإمام أبي محمّد عبد الحمید بن حمید بن نصر الکَسّي(ت۲۴۹ھ)، النّاشر: مکتبة السنّة، القاھرۃ، الطبعة الأولی ۱۴۰۸ھ۔ ۱۹۸۸م

۞ المعجم الکبیر للإمام أبي القاسم سلیمان بن أحمد الطبرانی(ت۳۶۰ھ)، مطبوعة: دار إحیاء التّراث العربی، بیروت، ۱۴۲۲ھ۔ ۲۰۰۲م

۞ المعجم الأوسط للإمام أبي القاسم سلیمان بن أحمد الطبرانی(ت۳۶۰ھ)، تحقیق محمّد حسن محمّد حسن إسماعیل الشّافعی، مطبوعة: دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ۱۴۲۰ھ۔ ۱۹۹۱م

۞ وفیات الأعیان للإمام أبي العبّاس شمس الدّین أحمد بن محمّد بن أبي بکر بن خلکان (ت۶۸۱ھ)، مطبوعة: دار إحیاء التّراث العربی، بیروت، الطبعة الأولی ۱۴۱۷ھ۔ ۱۹۹۷م